إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا

قیامت کی علامتیں

اور

فتنۂ دجّال

(مولوی حافظ قاری) فرید احمد قاسمی لکھیم پوری
استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر
مکتبہ پیغام حق دار الطلبہ لال باغ مرادآباد

نعت پاک

بحضور سرورِ کائنات (ﷺ)

عرب کی سرزمیں کتنی مقدس ہے جہاں والو!
خدا کا گھر ہے مکہ اور نبیﷺ کا گھر مدینہ ہے

الٰہی ہند میں جینا بھی کوئی ایسا جینا ہے
یہاں منجدھار میں اب تیرے بندوں کا سفینہ ہے

کوئی پھر بو عبیدہؓ، اور بوذرؓ، بھیج دے یارب
یہاں اب قوم مسلم کا بہت مشکل ہی جینا ہے

بڑی // میں جینا ہے

زمانہ بھر میں پھر سے انقلاب آئے گا اے لوگو!
اگر ہم طے کریں آقاﷺ کی سنت پر ہی جینا ہے

نہ صندل ہے، نہ بیلا ہے، نہ جوہی، میری نظروں میں
مہک میں سب سے اعلیٰ میرے آقاﷺ کا پسینہ ہے

لگالے اے **فرید** ناتواں سنت کو سینے سے
یہی دنیا، وعقبیٰ، دونوں عالم کا خزینہ ہے

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا (سورۂ مؤمن ۵۹)

قیامت تو ضرور ہی آکر رہے گی اس میں کسی طرح کا شک ہے ہی نہیں

قیامت کی علامتیں

اور

فتنۂ دجّال

مؤلف

قدوۃ المحدثین والمفسرین
حضرت مولانا الشاہ رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

(مولوی حافظ قاری) فرید احمد قاسمی لکھیم پوری
استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

مکتبہ پیغامِ حق دارالطلبہ لال باغ مرادآباد
Mob: 9456031793

فہرست عناوین

انتساب ... ۳
ارشادِ گرامی قدر: حضرت مولانا عبدالسلام صاحب .. ۴
تائید و دعاء: حضرت مولانا مفتی امام علی صاحب دانش قاسمی ۵
تأثرات: حضرت مولانا خضر محمد صاحب قاسمی ۷
رائے گرامی قدر: حضرت مولانا مفتی عمران اللہ صاحب ۸
پیش لفظ ... ۹
علاماتِ صغریٰ، علاماتِ کبریٰ ... ۱۰
علاماتِ صغریٰ (چھوٹی چھوٹی نشانیاں) ... ۱۱
حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری .. ۱۳
حضرت امام مہدی علیہ السلام کا حلیہ و سیرت ... ۱۴
خراسان سے امام مہدی علیہ السلام کی فوجی مدد ... ۱۴
امام مہدی کی فوجی تیاریاں اور عیسائی افواج کا اجتماع ۱۵
حضرت امام مہدیؑ کی فتح، عیسائیوں کی شکست . ۱۵
دجال کا ظہور ... ۱۷
دجال کی شرارت ... ۱۷
دجال سے مناظرہ ... ۱۸
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ... ۱۹
دجال کا فرار ... ۲۰
خروج یاجوج و ماجوج ... ۲۲
ذوالقرنین ... ۲۲
یاجوج و ماجوج کی ہلاکت ... ۲۳
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات و خلافت جہجاہ .. ۲۴
دابۃ الارض کا ظہور ... ۲۵
دابۃ الارض کا تمام شہروں میں دورہ ... ۲۶
جنوب کی طرف سے ہوا چلنا ... ۲۶
آگ کا سمتِ جنوب سے نمودار ہونا ... ۲۷
ابلیس کی موت کا بیان ... ۲۸
روحوں کا جسموں میں داخل ہونا ... ۲۹
میدانِ محشر کے حالات و گرمئ آفتاب ... ۳۰
انبیاء علیہم السلام کی شفاعت سے معذرت ... ۳۱
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معذرت ... ۳۲
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف ظاہر کلام کا مفہوم ... ۳۲
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عذر ... ۳۴
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معذرت ... ۳۵
تمام لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں ... ۳۵
آنحضرت ﷺ مقام محمود میں ... ۳۵
خدا کا اپنے بندوں سے ارشاد ... ۳۸
جنت و دوزخ کے حاضر کرنے کا حکم ... ۳۸
روز قیامت کے احوال ... ۳۹
اعمال ناموں کا ذکر ... ۴۰
کفار کا اپنے اعضاء پر طعنہ ... ۴۰
اقوام سابقہ پر اتمام حجت ... ۴۱
حضرت آدم علیہ السلام و تقسیم ... ۴۳
مشرکین کو اپنے معبودوں سے طلب جزا کا حکم ... ۴۳
ابلیس کا اہل جہنم سے خطاب ... ۴۴
طبقات جہنم ... ۴۵
دوزخیوں کی غذائیں اور انکی سخت سزائیں ... ۴۵
خداوند کریم کی اہل ایمان پر تجلی ... ۴۹
اعمال کا حساب ... ۴۹
اعمال کے تولنے کا ذکر ... ۵۰
نبی کریم ﷺ کی شفاعت ... ۵۳
اہل جنت اور ان کی اولاد ... ۵۶
موت کو ذبح کئے جانے کا بیان ... ۵۷
جنت کی دیواریں، نہریں اور میوہ جات ... ۵۸
جنتوں کے نام ... ۶۰
اہل جنت کے قد و قامت ... ۶۲
دیدارِ الٰہی ... ۶۲
خدام اہل جنت ... ۶۳

انتساب

یہ بندۂ ناچیز اپنی اس حقیری کاوش کو محسن انسانیت، یتیم عبداللہ، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا اپنے لئے سرمایۂ حیات تصور کرتا ہے، کہ جن کے وجود مسعود کے طفیل اللہ رب العالمین نے کائنات عالم کو وجود بخشا، ساتھ ہی مادر علمی دار العلوم دیو بند، کہ جس کے نورانی ماحول میں قدرتی خوابیدہ صلاحیتوں کے نکھرنے اور ابھرنے کا پورا پورا موقع بہم پہنچا، اور حجۃ الاسلام الامام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ — بانی دار العلوم دیو بند، وبانی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد — کے مبارک نام سے منسوب کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے کہ جن کے فیضان علوم دینیہ سے نہ صرف ہندوستان بلکہ عرب وعجم بھی یکساں طور پر فیضیاب ہو رہا ہے، اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ چونکہ یہ کاوش جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کی مرہون منت ہے اس لئے اس کی طرف منسوب کرنا بھی اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہے۔

نیز بے پناہ شفقت ومحبت فرمانے والے تمام ہی حضرات اساتذہ کرام ومشائخ عظام اور مشفق ومربی والدین محترمین کی ''نذر'' کرتا ہے کہ جن کی مخلصانہ توجہات صباحی، مسائی وسحرگاہی دعاؤں نے عالم اسباب میں اس خدمت کی سعادت بخشی۔

ظاہر ہے کہ ان مخدومین کا بے پایاں حق تو کسی طرح بھی ادا نہیں ہو سکتا البتہ قرآنی ہدایت کے مطابق بارگاہ ایزدی میں سوائے اس کے اور کیا التجاء ہو سکتی ہے ''رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا'' (سورۂ بنی اسرائیل: ۲۴) (میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے ایسی جیسے پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا) آمین۔

والسلام

(مولانا حافظ وقاری) فرید احمد قاسمی غفرلہ

استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد، ۱۷ر صفر المظفر ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲ر فروری ۲۰۰۹ء

ارشاد گرامی قدر

مقتدرومحترم حضرت الحاج جناب مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد! قال النبي صلی الله علیه وسلم : " حاسبوا قبل ان تحاسبوا ".

انسان اس دنیا میں چندروز رہ کرآخرت بنانے کی لئے بھیجا گیا ہے وہاں اس کو پوری زندگی کا حساب دیناہوگا، نیک اعمال پر جنت اور برے اعمال کیوجہ سے جہنم میں رہناپڑے گا۔(اعاذ نااللہ منہ)

یہاں کاماحول انسان کوغفلت میں ڈالے ہوئے ہے آخرت کی فکراور حساب وکتاب کاخیال تک نہیں آتا اورانسان یہ نہیں جانتایہ حساب وکتاب کاوقت کب آئے گا اللہ کے علاوہ کسی کوبھی خبرنہیں جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیات اس پرشاہد ہیں۔

لیکن قربان جایئے سیدالکونین آقاءنامدارمحمدرسول اللہ ﷺ پرکہ آپ ﷺ نے بہت سی علامات بیان فرمائی ہیں، تاکہ انسان کی غفلت دور ہواورفکرآخرت پیداہو،سب سے بڑی علامت تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کاوجودمسعودہی ہے جیساکہ آپنے فرمایا " بعثت انا والساعة کھا تین واشار إلی اصبعین"

اس کے علاوہ آپ ﷺ نے بہت سی علامات کاذکرفرمایاہے جوکتب حدیث میں تفصیل سے مذکور ہیں،البتہ وقوع کی ترتیب میں روایات کااختلاف ہے،حضرت حکیم الامت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فرزندارجمندشاہ رفیع الدین قدس سرہ نے اس وقت کی مروجہ زبان،فارسی زبان میں "**الزلزلة الساعة**" کے نام سے ایک رسالہ مرتب فرمایا،جس کا ترجمہ جناب مولانا قاری فریداحمد صاحب استاذ مدرسہ شاہی مرادآباد نے فرمایا،جس کوموصوف نے احادیث کے حوالے سے مزین فرماکراس کی افادیت کودوچنداورمفید ترین بنادیاہے،حق تعالیٰ قبول فرمائے اورامت کوزیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔آمین یارب العلمین.

احقر عبد السلام

خادم الحدیث النبوی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۴۳۰/۲/۶ھ

تائید ودعاء

مخدوم ومحترم حضرت الحاج مولانا مفتی امام علی صاحب دانش قاسمی مدظلہ العالی

صدرالمدرسین ادارۂ محمودیہ قصبہ محمدی،وصدرجمعیۃ علماء لکھیم پورکھیری،یوپی

بتوفیق اللہ عزوجل''قیامت نامہ''(درزبان فارسی)مصنفہ قدوۃ المحدثین والمفسرین،حضرت مولانا مولوی شاہ رفیع الدین صاحبؒ،کا اُردوترجمہ جب مکمل ہوگیاتو احقر نے بذات خودمخدوم گرامی قدر مناظر اسلام مفسرقرآن حضرت الحاج جناب مولاناومفتی امام علی صاحب دانش مدظلہ العالی ــــ جوکہ عرصۂ دراز سے اترپردیش کے سب سے بڑے ضلع لکھیم پورکھیری کی معروف ومشہورقدیم دینی درسگاہ''ادارۂ محمودیہ''قصبہ محمدی،کے صدرالمدرسین ومفتی ہیں ــــ کی خدمت میں برائے ملاحظہ واصلاح پیش کیاتھایقیناًیہ بات میرے لئے باعث سعادت بھی ہےاور باعث مسرت بھی،کہ حضرت والانے اپنی گوناگوں مصروفیات وپیرانہ سالی کے باوجودنہ صرف یہ کہ اس پرنظرفرماکرمتعددمقامات کی اصلاح فرمائی بلکہ تائیدی کلمات سے مشرف فرماکرناچیز کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی،خداوندقدوس حضرت والا کا سائیہ عاطفت اس ناچیزاورتمام ہی متعلقین ومتوسلین کے سروں پرتادیرقائم ودائم رکھے۔آمین۔ (فریداحمدغفرلہ)

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی خاتم النبین محمد واله وصحبه اجمعین اما بعد!

یہ دنیافناہونے والی ہےآخرت باقی رہنےوالی ہےقیامت کاوقوع یقینی ہےجب زمین کوشدیدزلزلہ دیا جائے گااورزمین اپنےاندرکےبوجھ نکالدےگی اورانسان حیرت سےکہےگااسکوکیاہواجس دن اپنی خبریں بیان کرےگی کیونکہ اس کےرب کاحکم اسےایساہی ہوگاجس دن لوگ مختلف قسموں میں الگ الگ ہوجائیں گےتاکہ اپنےاپنےاعمال دیکھیں توجس نےذرہ برابرنیکی کی ہےاسےدیکھےگااورجس نےذرہ برابربرائی کی ہےاسے دیکھےگا(القرآن)دنیاآخرت کی کھیتی ہےیہاں جیساکرےگاویساانجام آخرت میں سامنےآئےگا۔

رسول اکرم ﷺ نے قیامت سے پہلے پیش آنے والی علامات اورحیرت انگیز حادثات کوپھر قیامت کے وقوع اورحشرونشرکی تفصیلات کوجنت ودوزخ کے حالات کوحسب ضرورت تفصیل سے بحکم الٰہی بیان فرمادیا تاکہ انسان غفلت سے زندگی نہ گزارے آخرت کی تیاری مرتے دم تک کرتارہے ان حالات وواقعات کوپڑھ کراورسن کرآنکھیں کھل جاتی ہیں اوراصلاح کاجذبہ بیدارہوتاہے ہردورکے علمائے امت نے ان کوبیان کیاہے تاکہ نصیحت وعبرت حاصل ہو۔

کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے　　ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
نیک و بد سب سامنے آجائے گا　　جو کیا ہے اس کا بدلہ پائے گا

پیش نظر رسالہ میں علامات قیامت اور اس کے بعد آخری منزل جنت یا دوزخ تک کے حالات تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اس کوئی ترتیب وتہذیب تنقیح کے ساتھ مروجہ اردو میں عزیز القدر جناب مولانا وقاری الحاج فرید صاحب سلمہ نے تحریر فرمایا ہے موصوف ایک صالح عالم دین ہیں زندگی قرآن حکیم کی تعلیم وتدریس میں گزارے ہیں اور امت مسلمہ کو نیک بنانے کے لئے بھی فکرمند رہتے ہیں یہ رسالہ بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے، کچھ واقعات آخرت کے عقل کی حدود سے ماورئی بھی ہیں ان کو مخبر صادق علیہ الصلاۃ والسلام نے بیان فرمایا جو حرف بہ حرف صحیح ہیں ان کو پڑھ کر عبرت وموعظت حاصل کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ (مترجم) کو جزائے احسن عنایت فرمائے اور کتاب کو قبولیت سے نوازے۔ آمین۔　　والسلام

دعا گو

احقر امام علی دانش غفرلہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : قیامت کی علامتیں اور فتنۂ دجال

مرتب : (مولانا حافظ وقاری) فرید احمد قاسمی (صاحب) لکھیم پوری جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

کمپیوٹر کتابت: کمال احمد خاں قاسمی استاذ مدرسہ شاہی مرادآباد

صفحات : ۶۴　　قیمت : ۴۰ / روپیہ

سنہ اشاعت: ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء　　ناشر : مکتبہ پیغام حق دار الطلبہ لالباغ مرادآباد

ملنے کے پتے : دانش بکڈ پو قصبہ محمدی، ضلع لکھیم پور کھیری
ہاشمی کتب خانہ جامع مسجد لکھیم پور

Khazir Mohammad Qasmi　　خضر محمد قاسمی
Lecturer:
Darul Uloom Deoband.　　استاذ دار العلوم دیوبند ضلع سہارنپور یوپی
Distt. Saharanpur U.P. Pin: 247554 Ph: 01336-224356 M: 09412508286

تاثرات

حضرت الحاج مولانا خضر محمد صاحب قاسمی مدظلہ العالی

مقتدر ومؤقر استاذ دار العلوم دیوبند

برصغیر ہندو پاک میں ہمیشہ سے علماء ربانیین نے مذہب اسلام کے تئیں خدمت کی ہے اس حوالے سے قرآن کی تفاسیر اور احادیث کی تشریحات لائق صد آفریں اور قابل داد ہیں، اس کے ساتھ ساتھ آنحضور ﷺ کے فرامین کی تشریحات جس خوبصورتی امانت دیانت اور ادائیگی حق کے ساتھ امت تک پہونچائی ہے۔

وہ اس امت کا خاصہ بھی ہے اور بیش قیمت تحفہ بھی، انہیں نادر چیزوں میں سے آپ ﷺ کا علامات قیامت، خروج دجال، خروج یاجوج ماجوج، ظہور امام مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر علامات صغریٰ اور علامات کبریٰ کے ذریعہ آنحضور ﷺ کی نشاندہی منجملہ منن واحسان ہے، ماضی میں اس موضوع پر عربی اور فارسی میں علماء عالی مرتبت نے قلم اٹھایا اور سیر حاصل معلومات سے عوام وخواص کو فیضیاب فرمایا، ماضی قریب میں اردو داں طبقے سے خصوصا علماء کرام نے اس حوالے سے امت کی آبیاری کی، معلومات میں اضافہ کیا اور نہایت خوبی اور بیباکی کے ساتھ تشریحات علامات قیامت پر خامہ فرسائی فرمائی ہے۔

اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی محترم المقام جناب مولانا قاری فرید احمد صاحب قاسمی لکھیم پوری استاذ جامعہ قاسمہ مدرسہ شاہی کی زیر نظر بنام ”قیامت کی علامتیں اور فتنۂ دجال“ کتاب ہے، موصوف نے بڑی جانفشانی اور عرق ریزی کے ساتھ اس موضوع پر کتابوں کو کھنگال مارا، مطالعہ کیا، پھر یہ ضرورت محسوس کی کہ اس نایاب ونادر تحفہ کا امت کے خواص وعوام تک پہنچنا ضروری ہے، اور اس سلسلے میں جتنی بھی عربی اور فارسی کی کتابیں ممکن حد تک موصوف کو فراہم ہوسکیں ان کو زیور مطالعہ سے مزین فرمایا، پھر ان کتابوں سے عطر نکالا اور علمی عطر کا مجموعہ طبع فرما کر قارئین کی نظر فرمایا، موصوف کی یہ کاوش قابل داد بھی ہے اور قابل دید بھی ہے اللہ جل مجدہ سے امید بھی ہے کہ وہ اسے شرف قبول عطا فرمائیں گے اور موصوف کو اجر عظیم۔　　والسلام

خضر محمد قاسمی خادم تدریس دار العلوم دیوبند

رائے گرامی قدر

حضرت مولانا مفتی عمران اللہ صاحب قاسمی

مؤقر استاذ مدرسہ شاہی ومقتدر رکن ''مجلس ادارت ماہنامہ ندائے شاہی'' مرادآباد

حامدا و مصلیا، امابعد : آقائے نامدار حضور اقدس ﷺ ہادی کامل بن کر تشریف لائے، آپؐ نے ہر پہلو سے امت کی اصلاح فرمائی، صحیح اور غلط کے درمیان امتیاز قائم کیا، حرام وحلال کے مابین فرق کیا، پیچیدہ اور مشکل معاملات کو سلجھایا، اور مشکل مسائل کے آسان حل بتلائے عقائد واعمال کی درستگی اور پختگی پر زور دیا، اور پھر قرآن وسنت کی شکل میں قیامت تک کے لئے امت کی اصلاح کا انتظام فرما کر دنیا سے پردہ فرما گئے، آپؐ کے بعد حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور پھر تابعین، تبع تابعین، محدثین، فقہا، ائمہ مجتہدین، علماء کرام، اکابر اُمت یکے بعد دیگرے، آپ ﷺ کی نیابت کے طور پر امت کی اصلاح اور رشد وہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے نت نئے رونما ہونے والے عظیم فتنوں کا مقابلہ کرتے رہے لوگوں کو سیدھی راہ بتلاتے رہے ان کے اعمال وعقائد کی اصلاح اور درستگی پر بھی نظر رکھتے رہے اعمال صالحہ کی ترغیب آخرت اور بعد الموت کی زندگی سے بھی واقف کرتے رہے اور اس سلسلہ میں کبھی خطابت کو وسیلہ بناتے اور کبھی تحریر کا سہارا لیتے، یہی وجہ ہے کہ آج امت کی اصلاح اور دعوت وتبلیغ کے عنوان پر لاتعداد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، جن کو پڑھ کر لوگ رہنمائی حاصل کرتے ہیں، اسی سلسلہ میں ایک رسالہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز کے قلم گہربار سے ظہور میں آیا تھا جسے بہت قبول عام حاصل ہوا، حضرت قدس سرہ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس میں قیامت کی علامات، احوال برزخ، میدان حشر، پل صراط، میزان عمل، شفاعت انبیاء، حساب وکتاب، جنت ودوزخ وغیرہ مختلف عنوانات سے مفصل بحث کی ہے، یہ کتاب ایک عرصہ سے نایاب تھی چونکہ اصل کتاب فارسی زبان میں تھی، اس لئے اُسے ایک عرصہ سے اردو جامہ پہنانے کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی تھی، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جامعہ شاہی کے لائق فائق اور قدیم استاذ حضرت مولانا قاری فرید صاحب مدظلہ العالیٰ نے اس ضرورت کو نہایت خوبی کے ساتھ پورا کر دیا، مترجم موصوف ایک عرصہ سے وعظ وخطابت، درس قرآن کے مشغلہ سے وابستہ ہیں، ساتھ ہی ساتھ شعری ذوق بھی رکھتے ہیں، موصوف کی متعدد نعتیں ونظمیں وترانے عوام وخواص میں قبول عام حاصل کر چکے ہیں، اس لئے قوی امید ہے کہ موصوف کی یہ خدمت بھی بارگاہ ایزدی میں قبولیت کے ساتھ ساتھ عوام الناس میں مقبول ومفید ہوگی، ترجمہ میں احادیث وآیات قرآنیہ کی تخریج وترجمہ کے ساتھ ضرورت کے مطابق تشریح بھی کردی گئی ہے جس کی وجہ سے کتاب کی خوبی دو چند ہوگئی ہے، عنوانات کے اضافے اور حسن ترتیب کی وجہ سے یہ کتاب ایک مستقل کتاب محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو قبول تام عطا فرمائے اور اس کے ذریعہ سے امت کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔ آمین۔ عمران اللہ قاسمی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین، والصّلوٰۃ والسّلام علی رسُولہ الکریم !

یاربّ صلِّ وسلّم دائماً ابدا ☹ علی حبیبک خیر الخلق کلّھم

امّا بعد ! زمانے کا انقلاب اور اس کی اُلٹ پھیر بھی قابل دید ہے ایک زمانہ وہ تھا کہ جس میں ہم مسلمانوں کا اوڑھنا بچھونا عربی زبان تھی، کیونکہ ہمارا قرآن مجید عربی، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عربی، پیغمبر کی ہدایات وارشادات سب عربی زبان میں تھے، پھر جب لوگ عرب سے نکل کر مختلف بلاد اور مختلف مقامات میں پھیل گئے تو اختلافِ بلاد کے ساتھ ساتھ اختلاف زبان کا ہونا ایک لازمی امر تھا، ہی چنانچہ ہم لوگ مختلف زبانیں استعمال کرنے لگے، مگر سب زبانوں میں ''عربی'' کے بعد جو ترقی اور عروج ''فارسی'' زبان نے پایا وہ کسی کو نصیب نہیں ہوا، تمام مذہبی اور دینی کتابیں فارسی زبان کے سانچوں میں ڈھل ڈھل کر شائع ہونے لگیں اور مذہب اسلام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ فارسی زبان میں جمع ہوگیا، اب وہ زمانہ آیا جس میں اردو نے ترقی کی، لہٰذا بضرورت زمانہ مذہبی کتابیں عربی اور فارسی سے اردو کے قالب میں ڈھلنے لگیں، دہلی کے ممتاز محدث مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے افادہ عام کیلئے بہت سی کتابیں فارسی میں تصنیف فرمائیں جو اردو میں ترجمہ ہوکر شائع ہوچکیں، ان کی ایک کتاب ''قیامت نامہ'' فارسی زبان میں ہے جس کے مضامین کی بنیاد آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر ہے جس کے مطالعہ کی سعادت بفضلہ تعالیٰ راقم الحروف کو نصیب ہوئی (تبرکاً از کلام افادۃً للعوام) کلام سے برکت حاصل کرنے اور عوام وخواص کو فائدہ پہنچانے کے پیش نظر اس کا اردو میں ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

احادیثِ طیبہ میں علامات واقعات کا ذکر ہے اور ترتیب حضرت شاہ صاحبؒ کی قائم کردہ ہے خداوند قدوس اس کی قبولیت وافادیت کو عام اور تام فرمائے۔ آمین۔ بجاہِ النبی الامین (ﷺ)

احقر اپنے ان تمام معاونین ومحسنین کا شکر گذار ہے جنھوں نے اس تالیف وترجمہ میں اپنے تعاون سے نوازا خصوصاً حضرت مولانا سید اشہد رشیدی صاحب دامت برکاتہم مہتمم مدرسہ شاہی، حضرت مولانا عبدالسلام صاحب شیخ الحدیث مدرسہ شاہی، حضرت مولانا امام علی صاحب دانش ادارہ محمودیہ لکھیم پور کھیری، حضرت مولانا خضر محمد صاحب کشمیری استاذ دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا عمران اللہ صاحب استاذ مدرسہ شاہی موصوف اس سلسلہ میں سب سے زیادہ شکریہ کے مستحق ہیں کہ موصوف نے کتاب کی تصحیح وترتیب میں لمحہ بہ لمحہ ساتھ دیا، نیز مولانا کمال احمد صاحب قاسمی سیتاپوری استاذ شعبۂ کمپیوٹر مدرسہ شاہی بھی مستحق شکریہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

فرید احمد قاسمی لکھیم پوری

خادم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدائے بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنی ظاہری و باطنی بیشمار نعمتوں سے ہم سب کو سرفراز فرمایا کہ جن میں سب سے افضل حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت ہے کہ آپ ﷺ ہم کو قیامت اور اس کے احوال مثلاً حشر، حساب، جنت، دوزخ، وغیرہ سے آگاہ کریں، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو وہاں کی شقاوت سے نجات اور تحصیلِ سعادت کے اسباب بتائے اور قیامت کو علاماتِ صغریٰ و کبریٰ کے ذریعہ سے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرما کر ہم پر روشن کر دیا، یہ فقیر رفیع الدینؒ تحریر کرتا ہے کہ معزز خاندانِ تیموریہ کے اولوالعزم وذی علم امراء کی ایک مجلس میں قیامت کی بابت جو کچھ میرے دل میں حاضر تھا بیان کر رہا تھا اس پر انہوں نے کہا کہ اگر یہ بیان قلم بند کر دیا جائے تو نہایت مفید ثابت ہوگا، پس حسبِ فرمائش میں نے اس کے متعلق کچھ لکھا تو دیگر اصحاب نے بھی اس بیان کو کتابی شکل دینے کی تاکید کی لہٰذا تحریر ہوتا ہے۔

قیامت کی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود سراپا مسعود اور وفات ہے کیونکہ آپکے پیدا ہونے کے بعد، کمالات میں سے سب سے بہترین کمال، جو نبوت ورسالت ہے دنیا سے منقطع ہوا، اور آپ کی وفات حسرت آیات کی وجہ سے آسمانی وحی اور خبر کا سلسلہ دنیا سے موقوف ہوا، آپ پر جہاد کے حکم کی تکمیل ہوئی (اگر چہ جہاد کا حکم تمام پیغمبروں میں چلا آتا تھا لیکن اس کی پوری تکمیل اور اچھے اصول پر بنیاد، آپ ہی کے مبارک زمانے میں پڑی (۱۲ مترجم) تاکہ زمین کو مفسدوں سے پاک کر دیں یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں حضور ﷺ نے قیامت کی بہت سی علامتیں بیان فرمائیں ہیں جن کی دو قسمیں ہیں:

(۱) علاماتِ صغریٰ (۲) علاماتِ کبریٰ۔

(۱) علاماتِ صغریٰ : آپ ﷺ کی وفات کے بعد سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے آنے تک وجود میں آئیں گی۔

(۲) علاماتِ کبریٰ : حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے نفخ صور تک وجود میں آتی رہیں گی اور آغاز قیامت یہیں سے ہوگا۔

علاماتِ صغریٰ (چھوٹی چھوٹی نشانیاں)

قیامت کی علاماتِ صغریٰ کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت[۱] ہے کہ: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حکام زمین و ملک کے لگان ومحصول کو اپنی ذاتی دولت بنانے لگیں (یعنی اس کو مصرفِ شرعی میں خرچ نہ کریں) زکوٰۃ کو تاوان سمجھنے لگیں، امانت کو مال غنیمت کی طرح (جو کہ کفار سے جہاد میں حاصل کیا جاتا ہے) حلال وطیّب سمجھا جانے لگے، شوہر اپنی بیوی کی بے جا اطاعت کرے، اولاد والدین سے دوری اور ہم نشینوں سے دوستی کرنے لگے، علمِ دین حصولِ دنیا کی غرض سے سیکھا جائے، ہر قبیلہ و قوم میں ایسے لوگ سردار بن جائیں جوان میں سب سے زیادہ کمینے بدخُلق لالچی ہوں، انتظامات ایسے اشخاص کے سپرد کئے جائیں جوان کے لائق اور اہل نہ ہوں، خوفِ ضرر کی وجہ سے ایسے آدمیوں کی تعظیم وتکریم کی جائے جو خلافِ شرع ہوں، شراب خوری کھلم کھلا ہونے لگے، آلاتِ لہو ولعب (کھیل کود) اور ناچ گانے کا رواج عام ہو جائے، زنا کاری کثرت سے ہونے لگے، اُمت کے پچھلے لوگ اگلوں[۲] پر لعنت وطعنہ زنی کرنے لگیں، تو اس وقت نہایت سرخ[۳] رنگ کی آندھی اور دیگر علاماتِ عذاب کے

---

[۱] یہ حدیث ترمذی صفحہ ۳۲۳ مطبوعہ اصح المطابع وغیرہ میں موجود ہے۔۱۲

[۲] افسوس آج کل جو لوگ مقتدیٰ بننے کی کوشش کرتے ہیں اگر چہ وہ خود کیسے ہی گندے لالچی دنیا پرست بناوٹی اور مجموعہ اخلاقِ قبیحہ کیوں نہ ہوں مگر دنیاوی مفاد وعزت یا سرکشی نفسِ امارہ کی بدولت قرون اولیٰ کے مقبول وصادق مسلمانوں پر طعنہ زنی کو اپنی فضیلت اور ترفع خیال کرتے ہوئے عوام کے درمیان پھوٹ ڈالکر ''تبوأ باثمی واثمک فتکون من اصحاب النار '' کا مصداق بنتے ہیں اور ''الذین ضل سعیهم فی الحیوٰة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا '' کے سچے مضمون کا اپنے تئیں نشانہ بناتے ہیں، افسوس ایسے بدبختوں کی حالت پر۔۱۲ مترجم

[۳] دنیا میں آج کل جو ایک قوم دوسری قوم کی ہلاکت کی غرض سے سرخ رنگ کی آفتیں آندھیوں اور طوفانوں کو عمل میں لاتی ہے وہ تو ظاہر ہے اور ممکن ہے کہ آسمانی طوفان بھی آئیں گے۔۱۲

آنے کا انتظار کرو جیسے زمین کا دھنسنا، آسمان سے پتھروں کا برسنا، صورتوں کا بدل جانا اس کے علاوہ اور علامات بھی اس طرح پے در پے ظہور پذیر ہونے لگیں گی جیسے تسبیح کا ڈورا ٹوٹ کر اس کے دانے یکے بعد دیگرے گرنے لگتے ہیں۔

دیگر احادیث میں آیا ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے لونڈیوں کی اولاد کی کثرت، بے علم و بے ادب دولت مند لوگوں کی حکومت، اغلام بازی، چپی بازی، مساجد میں کھیل کود، ملاقات کے وقت بجائے سلام کے گالی گلوج بکنا، علوم شرعیہ کا کم ہونا، جھوٹ کو ہنر سمجھنا، دلوں سے امانت و دیانت کا اٹھنا، فاسقوں کا بغرضِ حصولِ دنیا علم سیکھنا، شرم و حیاء کا جاتا رہنا، مسلمانوں پر کفار کا چاروں[1] طرف سے دباؤ بنانا، ظلم کا اس قدر بڑھ جانا کہ جس سے پناہ لینی مشکل ہو، باطل مذاہب، جھوٹی حدیثوں، بدعتوں کا فروغ پانا ہے، جب یہ علامات و آثار نمایاں ہو جائیں تو عیسائی بہت سے ملکوں پر غلبہ کر کے قبضہ کر لیں گے، اور ایک مدّت کے بعد عرب میں ان کو دخل اندازی کا موقع ملے گا اور شام کے ملک میں ابو سفیان کی اولاد سے ایک شخص پیدا ہوگا جو سادات کو قتل کریگا اور ملک شام، و مصر کے اطراف میں اس کی حکمرانی چلے گی اس اثناء میں بادشاہ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ کے ساتھ جنگ اور دوسرے فرقہ سے صلح ہوگی لڑنے والا فرقہ قسطنطنیہ پر قبضہ کریگا بادشاہ روم دارالخلافہ کو چھوڑ کر ملک شام میں آجائے گا اور عیسائیوں[2] کے مذکورہ

[1] حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہے جس میں کفار ایک دوسرے کو ممالک اسلامیہ پر قابض ہونے کیلئے اسطرح مدعو کریں گے جیسے کہ دسترخوان پر کھانے کیلئے ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا اسوقت ہماری تعداد قلیل ہوگی، فرمایا نہیں بلکہ تم اس وقت کثرت سے ہوگے لیکن بالکل ایسے بے بنیاد جیسے رَو کے سامنے خس و خاشاک اور تمہارا رعب و داب دشمنوں کے دل سے اٹھ جائیگا اور تمہارے دلوں میں سستی پڑ جائیگی ایک صحابیؓ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سستی کیا چیز ہے آپ نے فرمایا تم دنیا کو دوست رکھو گے اور موت سے خوف کرو گے اس حدیث کو ابو داؤد، امام احمد اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور صحیح ہے، موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کو دنیوی و اخلاقی امور میں قرون گذشتہ کے مسلمانوں کے قدم بقدم چل کر خدا اور رسول کے احکام کا نہایت ہی خلوص کے ساتھ پابند ہونا چاہئے تاکہ یہ وہ بدترین مسلمان ثابت نہ ہوں جو ان احادیث کے مصداق ہوں گے۔ ۱۲ مترجم۔ [2] یہ حدیث شریف ابو داؤد میں موجود ہے۔ ۱۲

فرقہ دوم کی اعانت و مدد سے اسلامی فوج ایک خونریز جنگ کے بعد فریق مخالف پر فتح مند ہوگی، دشمن کی شکست کے بعد فریق موافق میں سے ایک شخص بول اٹھے گا کہ صلیب غالب ہوئی اور اسی کی برکت کی وجہ سے فتح حاصل ہوئی، یہ سن کر اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اس سے مار پیٹ کریگا اور کہے گا کہ نہیں بلکہ دینِ اسلام غالب ہوا اور اسی کی برکت سے فتح نصیب ہوئی، یہ دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لئے پکاریں گے کہ جس کی وجہ سے فوج میں خانہ جنگی شروع ہو جائیگی بادشاہِ اسلام شہید ہو جائے گا، عیسائی ملک شام پر قبضہ کرلیں گے اور آپس میں ان دونوں عیسائی قوموں میں صلح ہو جائے گی۔

بقیۂ مسلمان (جو قتل ہونے سے بچ جائیں گے) مدینہ منورہ چلے آئیں گے عیسائیوں کی حکومت خیبر تک (جو مدینہ منورہ سے قریب ہے) پھیل جائیگی اس وقت مسلمان اس تجسس و فکر میں ہوں گے کہ حضرت امام مہدی کو تلاش کرنا چاہئے تاکہ ان مصیبتوں سے چھٹکارا اور دشمن کے پنجہ سے نجات دلائیں، حضرت امام مہدی اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے، مگر اس بات کے ڈر سے کہ مبادا لوگ مجھ جیسے ضعیف کو اس عظیم الشان کام کے انجام دہی کی تکلیف دیں مکہ معظمہ چلے جائیں[1] گے۔

حضرت امام مہدیؑ کی تشریف آوری

اس زمانہ کے اولیائے کرام، و ابدال[2] عظام آپ کو تلاش کریں گے، بعض آدمی مہدیت کے جھوٹے دعوے کریں گے اور اس اثناء میں کہ مہدی رکن یمانی و مقام ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے، آدمیوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور حضرت امام مہدی کے ناچاہتے ہوئے بھی آپ سے بیعت کرلیگی، اس واقعہ کی علامت یہ ہے کہ اس سے متصلاً پہلے گذرنے والے ماہِ رمضان میں چاند و سورج کو گرہن لگ چکے گا اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ ندا آئے گی "هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیُّ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا، یہ خدا کا خلیفہ مہدی ہے اس کا حکم سنو اور مانو" اس آواز کو اس جگہ کے تمام ہی خاص و عام سن لیں گے۔

[1] ابوداؤد میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، [2] ابدال ان اولیاء کو کہتے ہیں جن کے بدل دنیا میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت امام مہدیؑ کا حلیہ وسیرت

حضرت امام مہدی سید اور اولادِ فاطمۃ الزہراؓ میں سے ہوں[1] گے۔ آپ کا قد و قامت قدرے لانبا، بدن چست، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خداﷺ کے چہرے سے مشابہ ہوگا، نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے پوری پوری مشابہت رکھتے ہوں گے، آپ کا اسم شریف محمد والد کا نام عبداللہ والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا، زبان میں قدرے لکنت ہوگی جس کی وجہ سے تنگ دل ہوکر کبھی کبھی ران پر ہاتھ مارتے ہوں گے آپ کا علم لدنی (خداداد) ہوگا بیعت کے وقت عمر چالیس سال ہوگی خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ چلی آئیں گی، شام، عراق اور یمن کے اولیائے کرام وابدال عظام آپ کی مصاحبت میں اور ملک عرب کے بے شمار آدمی آپ کی افواج میں داخل ہوجائیں گے اور اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے۔ جس کو تاج الکعبہ کہتے ہیں نکال کر مسلمانوں پر تقسیم فرمائیں گے۔

خراسان سے امام مہدیؑ کی فوجی مدد

جب یہ خبر اسلامی دنیا میں منتشر ہوگی (پھیلے گی) تو خراسان[2] سے ایک شخص کہ جس کے لشکر کا ''مقدمۃ الجیش'' منصور نامی کے زیر کمان ہوگا، ایک بہت بڑی فوج لے کر آپ کی مدد کے لئے روانہ ہوگا، جو راستہ میں ہی بہت سے عیسائیوں اور بددینوں کا صفایا کردیگا۔ وہ سفیانی (کہ جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے) جو اہل بیت کا دشمن ہوگا جس کی ننہال قوم بنوکلب ہوگی، حضرت امام مہدی کے مقابلہ کے واسطے فوج بھیجے گا، جب یہ فوج مکہ ومدینہ کے درمیان ایک میدان میں آکر پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ اس فوج کے نیک وبدعقیدے والے سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن ہر ایک کا حشر اس کے عقیدے وعمل کے موافق ہوگا، مگر ان میں سے صرف دو آدمی بچ جائیں گے، ایک حضرت امام مہدی کو اس واقعہ سے مطلع کرے گا، اور دوسرا سفیانی کو۔

۱ یہ حدیث بروایت ابوداؤد مشکوۃ شریف صفحہ ۴۰۱ مطبوعہ نظامی میں موجود ہے اور صحیح ہے۔ ۲ ابوداؤد شریف ۱۲۔

افواجِ عرب کے اجتماع کا حال سنکر عیسائی بھی چاروں طرف سے فوجوں کے جمع کرنے کی کوشش کریں گے اور اپنے اور روم کے ممالک سے فوج کثیر لیکر امام مہدیؑ کے مقابلہ کے لئے شام[1] میں مجتمع (اکٹھا) ہوجائیں گے۔ اور ان کی افواج کے اس وقت ستر جھنڈے ہوں[2] گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار آدمی ہوں گے اور اس طرح کل (۸۴۰۰۰۰) سپاہ ہوگی۔

امام مہدیؑ کی فوجی تیاریاں اور عیسائی افواج کا اجتماع

امام مہدی مکہ سے کوچ فرما کر مدینہ منورہ پہونچیں گے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوکر شام کی جانب روانہ ہوجائیں[3] گے۔ دمشق کے قرب وجوار میں عیسائیوں کی فوج سے آمنا سامنا ہوگا اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام کی فوج کے تین گروہ ہوجائیں گے ایک گروہ نصاریٰ[4] کے خوف سے بھاگ جائے گا۔ خداوندکریم ان کی توبہ ہرگز قبول نہ فرمائیگا، باقی ماندہ فوج میں سے کچھ تو شہید ہوکر بدر واُحد کے شہداء کے مراتب کو پہونچیں گے اور کچھ بتوفیقِ ایزدی فتح یاب ہوکر ہمیشہ کیلئے گمراہی اور انجام بد سے چھٹکارا پالیں گے۔

حضرت امام مہدیؑ کی فتح، عیسائیوں کی شکست

حضرت مہدی علیہ السلام پھر دوسرے روز نصاریٰ کے مقابلہ کیلئے نکلیں گے اس روز مسلمانوں کی ایک بڑی جمعیت[5] عہد کرے گی کہ بغیر فتح یا موت کے میدانِ کارزار سے نہ پلٹیں گے۔ پس یہ کل کے کل شہید ہوجائیں گے، حضرت امام مہدیؑ باقی ماندہ قلیل جماعت کے ساتھ لشکرگاہ میں واپسی فرمائیں گے، دوسرے دن پھر ایک جماعتِ کثیر عہد کرے گی کہ ''موت یا فتح''، پس حضرت امام مہدیؑ کے ہمراہ میدانِ کارزار میں آکر بڑی بہادری کے بعد جام شہادت نوش کریں گے، شام کے وقت حضرت مہدیؑ تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ مراجعت (واپسی) فرمائیں گے، تیسرے روز اسی طرح ایک بڑی جماعت قسم کھا کر پھر شہید ہوجائیگی، حضرت امام مہدیؑ جماعت قلیل کے ساتھ اپنی قیام گاہ میں واپس تشریف لے آئیں گے،

۱ مسلم شریف ۳۹۳، انصاری ۱۲، ۲ صحیح بخاری ۱۲، ۳ صحیح مسلم ۱۲، ۴ مسلم شریف ۳۱۰، انصاری ۱۲، ۵ مسلم شریف ۳۹۲، انصاری ۱۲،

چوتھے روز حضرت مہدیؑ رسد گاہ کی محافظ جماعت کو لے کر جو مقدار میں بہت کم ہوگی دشمن سے نبرد آزما ہوں گے اُس دن خداوند کریم ان کو فتحِ مبین عطا فرمائے[1] گا۔ عیسائی اس قدر قتل و غارت ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی بو جاتی رہے گی اور بے سروسامان ہوکر نہایت ذِلت و رسوائی کے ساتھ بھاگیں گے مسلمان ان کا تعاقب (پیچھا) کر کے بہتوں کو جہنم رسید کردیں گے، اس کے بعد حضرت مہدیؑ بے انتہاء اکرام و انعام اس میدان کے شیروں اور جانبازوں پر تقسیم فرمائیں گے مگر اس مال سے کسی کو خوشی حاصل نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان و قبائل ایسے ہوں گے کہ جن میں فی صد ایک ایک آدمی بچا ہوگا بعد ازاں حضرت امام مہدیؑ بلادِ اسلام کے نظم و نسق، اور فرائض حقوق العباد، کے انجام دہی میں مصروف ہوں گے، چاروں طرف اپنی فوج پھیلادیں گے اور ان مہمات (اہم اہم کام) سے فارغ ہوکر فتح ''قسطنطنیہ'' کے لئے کوچ فرمائیں گے، بحیرۂ روم کے ساحل پر پہونچ کر قبیلہ بنواسحاق[2] کے ستر (۷۰) ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کی خلاصی کیلئے جس کو آج کل ''استنبول'' کہتے ہیں معین فرمائیں گے، جب یہ فصیلِ شہر کے نزدیک پہونچ کر نعرۂ ''اللہ اکبر'' بلند کریں گے تو اس کی فصیل نام خدا کی برکت سے منہدم[3] (گر) ہوجائیگی، مسلمان ہلا کر کے شہر میں داخل ہوجائیں گے سرکشوں کو قتل کر کے ملک کا انتظام، نہایت عدل و انصاف کے ساتھ کریں گے، ابتدائی بیعت سے اس وقت تک چھ سات[4] سال کا عرصہ گذرے گا، امام مہدی ملک کے بندوبست ہی میں مصروف ہوں گے کہ افواہ اڑے گی کہ ''دجال'' نے مسلمانوں پر تباہی ڈالی ہے اس خبر کے سنتے ہی حضرت امام مہدیؑ ملک شام کی طرف واپسی فرمائیں گے اور اس خبر کی تحقیق کیلئے پانچ یا نو سوار جن کے حق میں حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں ان کے ماں باپ و قبائل کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں وہ اس زمانہ کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے، لشکر کے آگے پیچھے بطور طلیعہ[5] روانہ ہوکر معلوم کرلیں گے کہ یہ افواہ غلط ہے، پس امام مہدیؑ عجلت و شتابی کو چھوڑ کر ملک کی خبر گیری کی غرض سے آہستگی اختیار فرمائیں گے۔

[1] مسند صفحہ ۳۹۲ مطبوعہ انصاری ۱۲ [2] صحیح مسلم ص ۳۹۶، انصاری ۱۲، [3] مطلب یہ کہ اسلامی فوج کے مقابلہ میں وہ کچھ کام نہ دے سکے گی اور شہر کی حفاظت اس سے نہ ہوگی تو گویا اس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہوجانے گا ۱۲، [4] صحیح مسلم صفحہ ۳۹۶ انصاری ۱۲،

[5] وہ لشکر جو فوج کے آگے دشمن کی نقل و حرکت کا پتہ لگاتا ہے۔

دجال کا ظہور

اس میں کچھ عرصہ نہ گذرے گا کہ ''دجال'' ظاہر ہوجائیگا، ''دجال'' قومِ یہود میں سے ہوگا، عوام میں اس کا لقب ''مسیح[1]'' ہوگا، دائیں آنکھ میں پھلی[2] ہوگی، گھونگریالے بال ہوں گے، سواری میں ایک بہت بڑا گدھا ہوگا، اوّلاً اس کا ظہور ملک عراق و شام کے درمیان ہوگا جہاں نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتا ہوگا، پھر وہاں سے اصفہان[3] چلا جائے گا، یہاں اسکے ہمراہ ستر ہزار یہودی ہوں گے یہیں سے خدائی دعویٰ[4] کر کے چاروں طرف فساد برپا کرے گا اور زمین کے اکثر مقامات پر گشت کر کے لوگوں سے اپنے تئیں خدا کہلوائے گا، لوگوں کی آزمائش کیلئے خداوند کریم، اس سے بڑے خرق عادات (عادت اور قانون قدرت کے خلاف انوکھی بات) ظاہر کرائے[5] گا، اسکی پیشانی پر لفظ (ک ف ر[6]) لکھا ہوگا، جسکی شناخت صرف اہلِ ایمان ہی کرسکیں گے۔

دجال کی شرارت

اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی جس کو دوزخ سے تعبیر کرے گا اور ایک باغ کہ جسے وہ جنت بتائے گا، مخالفین کو آگ میں، موافقین کو جنت[7] میں ڈالے گا، مگر وہ آگ درحقیقت باغ کے مانند ہوگی اور باغ آگ کی خاصیت رکھتا ہوگا، نیز اس کے پاس کھانے پینے کی چیزوں[8] کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہوگا جس کو چاہیگا دے گا، جب کوئی فرقہ اس کی الوہیت[9] (خدائی) کو تسلیم کرے گا تو اس کے لئے اس کے حکم سے بارش ہوگی، اناج پیدا ہوگا، درخت پھلدار، مویشی موٹے تازے اور شیر دار ہوجائیں گے، جو فرقہ اس کی مخالفت کرے گا تو اس سے اشیائے مذکورہ بند کردے گا اور اسی قسم کی بہت سی ایذائیں مسلمانوں کو پہونچائے گا مگر خدا کے فضل سے مسلمانوں کو ''تسبیح و تہلیل[10]'' کھانے پینے کا کام دے گی، اس کے خروج سے پیشتر دو سال تک قحط رہ چکا ہوگا، تیسرے[11] سال دورانِ قحط ہی اس کا ظہور ہوگا، زمین کے مدفون[12] خزانے اس کے حکم سے اس کے ہمراہ ہوجائیں گے،

[1] صحیح بخاری ۲۵۲ مجتبائی، و مسلم ۱۲، [2] صحیح بخاری ۱۰۵۵ مجتبائی، و مسلم ۴۰۱ انصاری ۱۲، [3] صحیح مسلم شریف ۱۲، [4] صحیح مسلم ۱۲، [5] صحیح مسلم ۱۲، [6] بخاری صفحہ ۱۰۵۶، مسلم ۴۰۰ انصاری ۱۲، [7] صحیح بخاری ۱۲، [8] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲، [9] امام احمد ابوداؤد طیالسی، [10] اور یہ حدیث صحیح ہے مطلب یہ ہے کہ صبر کریں گے برداشت کریں گے اور خدا پر بھروسہ کریں گے ۱۲، [11] امام احمد داؤد طیالسی ۱۲، [12] صحیح مسلم صفحہ ۴۰۱ مطبوعہ انصاری۔

بعض آدمیوں سے کہے گا کہ میں تمہارے مردہ ماں باپ کو زندہ کرتا ہوں تا کہ تم اس قدرت کو دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر لو پس شیاطین کو حکم دے گا کہ زمین میں سے ان کے ماں باپ کی ہم شکل ہو کر نکلو، چنانچہ وہ ایسا ہی کریں گے، اس کیفیت سے بہت سے ممالک پر اس کا گذر ہوگا یہاں تک کہ وہ جب سرحدِ یمن میں پہونچے گا اور بددین لوگ بکثرت اس کے ساتھ ہو جائیں گے تو وہاں سے لوٹ کر مکہ معظمہ کے قریب مقیم ہو جائے گا مگر فرشتوں کی حفاظت کے سبب مکہ معظمہ میں داخل[1] نہ ہو سکے گا، پس وہاں سے مدینہ منورہ کا قصد کرے گا، اس وقت مدینہ کے سات[2] دروازے ہوں گے ہر دروازے کی حفاظت کے لئے خداوند کریم دو دو فرشتے متعین فرمائے گا، جن کے ڈر سے دجال کی فوج داخل شہر نہیں ہو سکے گی۔

دجال سے مناظرہ

مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے بدعقیدہ و منافق لوگ خائف ہو کر (ڈر کر) شہر سے نکل کر دجال کے پھندے میں گرفتار ہو جائیں گے، اس وقت مدینہ منورہ میں ایک بزرگ[3] ہوں گے جو دجال[4] سے مناظرہ کرنے کے لئے نکلیں گے، دجال کی فوج کے قریب[5] پہونچ کر ان سے پوچھیں گے کہ دجال کہاں ہے، وہ ان کی گفتگو کو خلافِ ادب سمجھ کر قتل کرنے کا ارادہ کریں گے مگر ان میں کے بعض قتل سے مانع ہوں گے اور کہیں گے کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہمارے اور تمہارے خدا دجال نے منع کیا ہے کہ بغیر اجازت کسی کو قتل نہ کرنا پس وہ دجال کے سامنے جا کر بیان کریں گے کہ ایک گستاخ شخص آیا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے، دجال ان کو اپنے پاس بلائے گا جب وہ بزرگ دجال کے چہرے کو دیکھیں گے تو فرمائیں گے میں نے تجھے پہچان لیا، تو وہی دجال ملعون ہے جس کی پیغمبر خدا ﷺ نے خبر دی تھی اور تیری گمراہی کی حقیقت بیان فرمائی تھی، دجال غصہ میں آ کر کہے گا کہ اس کو آرے سے چیر دو، پس وہ آپ کے دو ٹکڑے کر کے دائیں بائیں جانب ڈال دیں گے، پھر دجال خود ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان سے نکل کر لوگوں سے کہے گا اگر اب میں اس مردہ کو

[1] صحیح بخاری و مسلم ۱۲، [2] بخاری شریف ۲۵۳/، [3] ابوداؤد شریف ۱۲، [4] یہ حدیث آخر تک مسلم شریف صفحہ ۴۰۲/ انصاری میں موجود ہے ۱۲، [5] مسلم صفحہ ۴۰۱ انصاری ۱۲،

زندہ کر دوں تو تم میری خدائی پر پورا یقین کرو گے وہ کہیں گے ہم تو پہلے ہی آپ کی الوہیت (خدائی) کا یقین کر چکے ہیں اور کسی قسم کا شک و شبہ دل میں نہیں رکھتے، ہاں اگر ایسا ہو جائے تو ہم کو مزید اطمینان ہو جائے گا، پس وہ ان دونوں ٹکڑوں کو جمع کر کے زندہ ہونے کا حکم دے گا، چنانچہ وہ خداوند قدوس کی حکمت و ارادے سے زندہ ہو کر کہے گا کہ "اب تو مجھ کو پورا یقین ہو گیا تو وہی مردود دجال ہے کہ جس کی ملعونیت کی خبر پیغمبر خدا ﷺ نے دی تھی" دجال جھنجھلا کر اپنے معتقدین کو حکم دے گا کہ اس کو ذبح کر دو، پس وہ آپ کے حلق پر چھری پھیریں گے مگر آپ کو کوئی آزار نہ پہونچے گا، دجال شرمندہ ہو کر ان بزرگ کو اپنی دوزخ میں جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے ڈال دے گا، مگر خداوند قدوس کی قدرت سے وہ آپ کے حق میں برد و سلام (ٹھنڈی اور ذریعہ سلامتی) ہو جائے گی، اس کے بعد دجال کسی مردہ کے زندہ کرنے پر قدرت نہ پائے گا اور یہاں سے ملک شام کی جانب روانہ ہو جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری

اور اسکے دمشق پہنچے سے پہلے پہلے حضرت امام مہدیؑ دمشق آ چکے ہونگے اور جنگ کی پوری تیاری، و ترتیبِ فوج کر چکے ہوں گے اور اسبابِ حرب و ضرب (لڑائی کا سامان) تقسیم کرتے ہوں گے کہ مؤذن عصر کی اذان دے گا، لوگ نماز کی تیاری ہی میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر سہارا کئے ہوئے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی (پوربی) منارہ پر جلوہ افروز ہو کر آواز دیں گے کہ "سُلّم" یعنی "سیڑھی" لے آؤ، پس سیڑھی حاضر کر دی جائے گی، آپؑ اس کے ذریعہ سے نیچے اتر کر امام مہدیؑ سے ملاقات فرمائیں گے، امام مہدیؑ نہایت تواضع و خوش خلقی کے ساتھ آپؑ سے پیش آئیں[1] گے اور فرمائیں گے یا نبی اللہ! امامت کیجئے، حضرت عیسیٰؑ ارشاد فرمائیں گے کہ امامت تو آپ ہی فرمائیں کیونکہ تمہارے بعض بعض کیلئے امام ہیں اور یہ عزت اللہ نے اسی امت کو دی ہے، پس امام مہدی علیہ السلام نماز پڑھائیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقتداء کریں گے، نماز سے فارغ ہو کر امام مہدیؑ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے یا نبی اللہ! اب لشکر کا

[1] صحیح مسلم شریف ۱۲،

انتظام آپ کے سپرد ہے، جس طرح چاہیں انجام دیں، وہ فرمائیں گے نہیں یہ کام بدستور آپ ہی کی نگرانی میں رہے گا، میں تو صرف دجال کے قتل کے واسطے آیا ہوں، جس کا مارا جانا میرے ہی ہاتھ سے مقدر ہے، رات امن وامان کے ساتھ بسر کر کے امام مہدی فوج ظفر موج (لشکر) کو لے کر میدان کارزار میں تشریف لائیں گے، حضرت عیسیٰ فرمائیں گے میرے لئے گھوڑا ونیزہ لاؤ تاکہ اس ملعون کے شر سے زمین کو پاک کردوں، پس حضرت عیسیٰ دجال پر اور "اسلامی فوج" اس کے لشکر پر حملہ آور ہوگی، نہایت خوفناک وگھمسان کی لڑائی شروع ہوجائے گی اس وقت دمِ[1] عیسوی کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی وہیں تک (سانس) پہونچے گا اور جس کافر تک آپ کا سانس پہونچے گا وہ وہیں نیست ونابود ہوجائے گا۔

دجال کا فرار

دجال حضرت عیسیٰ سے مقابلہ کی ہمت نہ کرسکے گا اور دور بھاگ کھڑا ہوگا، آپ اس کا پیچھا کرتے کرتے مقام لُدّ[2] پہنچ جائیں گے اور نیزے سے اس کا کام تمام کرکے لوگوں پر اس کی ہلاکت کا اظہار فرمائیں گے، بیان کیا جاتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ اس کے قتل میں عجلت نہ کرتے تو بھی وہ آپ کے سانس سے اس طرح پگھل جاتا جیسے پانی میں نمک[3]، اسلامی فوج دجال کے لشکر کے قتل وغارت کرنے میں مشغول ہوجائیگی، یہودیوں کو جو اس کے لشکر میں ہوں گے کوئی چیز پناہ نہ دیگی یہاں تک کہ اگر بوقتِ[4] شب کسی پتھر یا درخت کی آڑ میں ان میں سے کوئی پناہ گزین ہو تو وہ بھی آواز دے گا اے خدا کے بندے! دیکھ اس یہودی کو پکڑ اور قتل کر مگر درختِ غرقد[5]

[1] صحیح مسلم صفحہ ۴۰۰ انصاری ۱۲، [2] شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ لُد بضم لام وتشدید دال ملک شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ بیت المقدس کے قریب ایک گاؤں ہے۔ (مترجم) [3] صحیح مسلم وابن ماجہ ۱۲، [4] صحیح مسلم وترمذی وبخاری ۱۲، [5] "اَلْغَرْقَد" یہ غین کے فتحہ، رے کے سکون، قاف کے فتحہ اور آخر میں دال کے سکون کے ساتھ ہے اس کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ندویؒ نے لکھا ہے کہ غَرْقَدْ خاردار، کانٹے دار درختوں کی ایک قسم ہے جو بلاد بیت المقدس میں بہت مشہور ہے اور یہیں دجال ویہودیوں کا صفایا ہوگا، اور ابوحنیفہ دینوری کے حوالہ سے نوویؒ نے غرقد کے معنی یہ لکھے ہیں کہ عوسج (ایک کانٹے دار درخت) کا درخت جب بڑا ہوجاتا ہے تو اسی کو غرقد کہا جاتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ظہور دجال کے زمانہ میں جو جنگ مسلمانوں کی یہودیوں سے ہوگی جس میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے مسلمانوں کو یہودیوں پر غلبہ عطا فرمائے گا اور یہودی درختوں، پتھروں کے پیچھے چھپتے پھریں گے تو ہر ایک درخت وپتھر ان کے وجود کی اطلاع دیدے گا سوائے درخت غَرْقَدْ کے"۔

ان کو پناہ دیکر چھپائے گا، زمین[1] پر دجال کے شر وفساد کا زمانہ چالیس روز تک رہے گا کہ جن میں سے ایک دن ایک سال کے، ایک دن ایک ماہ کے، ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقیماندہ ایام معمولی دنوں کے برابر ہونگے، بعض روایتوں میں آتا ہے کہ دنوں کی درازی (لمبائی) بھی دجال کو ڈھیل دینے کی غرض سے ہوگی کیونکہ وہ ملعون آفتاب کو اپنی گرفت میں لینا چاہے گا خداوند قدوس اپنی قدرت کاملہ سے اس کی حسب مرضی آفتاب کو روک دیگا، صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! جو دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا ہم اس میں صرف ایک دن کی (پانچ) نمازیں پڑھیں گے، یا سال بھر کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ وقت کا اندازہ کرکے پورے سال کی نمازیں ادا کرنا ہونگی، شیخ محی الدین ابن عربیؒ جو ارباب کشف وشہود کے محققین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ اس دن کی تصویر دل میں یوں آتی ہے کہ آسمان پر ایک ابر محیط طاری ہوگا اور ضعیف وخفیف روشنی جو عموماً ایسے ایام میں ہوا کرتی ہے تاریکئ محض سے مبدّل نہ ہوگی (بالکل اندھیرا نہ ہوگا) اور آفتاب بھی نمایاں نہ ہوگا پس لوگ بموجب شرع اندازہ وتخمینہ سے اوقاتِ نماز کے مکلّف ہوں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب) دجّال کے فتنہ کے خاتمہ پر حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان شہروں میں کہ جن کو دجال نے تاخت وتاراج کردیا ہوگا دورہ فرمائیں گے، دجّال[2] سے تکلیف اٹھاتے ہوئے لوگوں کو خدا کے یہاں اجرِ عظیم ملنے کی خوشخبری دے کر دلاسا وتسلی دینگے اور اپنی عنایات ونوازشاتِ عامہ سے ان کے دنیاوی نقصانات کی تلافی کریں گے، حضرت عیسیٰ قتلِ خنزیر[3]، شکستِ صلیب اور کفار سے جزیہ نہ قبول کرنے کے احکام صادر فرما کر تمام کفار کو اسلام کی طرف مدعو کریں گے، خدا کے فضل وکرم سے کوئی کافر بلادِ اسلام میں نہ رہے گا، تمام زمین حضرت امام مہدیؓ کے عدل وانصاف کی چمک سے منور وروشن ہوجائے گی، ظلم وبے انصافی کی بیخ کنی ہوگی، تمام لوگ عبادت وطاعتِ الٰہی میں سرگرم ومشغول ہوں گے، آپ کی خلافت کی میعاد سات، آٹھ[5] یا نو سال[6] ہوگی، واضح رہے کہ سات سال عیسائیوں کے فتنہ اور ملک کے انتظام میں، آٹھواں سال دجال کے ساتھ

[1] ترمذی صفحہ ۳۲۵، اصح المطابع وصحیح مسلم۔ [2] مسلم صفحہ ۴۰۱، انصاری ۱۲، [3] ترمذی صفحہ ۳۲۵، اصح المطابع مسلم شریف ۱۲، [4] ابوداؤد وترمذی ۱۲، [5] حاکم ۱۲، [6] ترمذی صفحہ ۳۲۴ اصح المطابع ۱۲،

جنگ دجدال میں، اور نواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گذر یگا، اس حساب سے آپ کی عمر ۹۴ رسال کی ہوگی، بعد از اں حضرت امام مہدیؑ کا وصال ہوجائے گا حضرتِ عیسیٰ آپ کی نماز جنازہ پڑھا کر دفن فرمائیں گے اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ میں آجائیں گے، تمام مخلوق نہایت امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کرتی ہوگی کہ خدا کی طرف سے آپ[1] پر وحی نازل ہوگی کہ ''میں اپنے بندوں میں سے ایسے طاقتور بندوں کو ظاہر کرنے والا ہوں کہ کسی شخص کو ان کے مقابلہ کی تاب وطاقت نہ ہوگی پس میرے خالص بندوں کو کوہ طور پر لیجا'' تا کہ وہاں پناہ گزیں ہوجائیں۔

خروج یاجوج وماجوج

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوہِ طور کے قلعہ میں جو آج کل موجود ہے نزول فرما کر اسبابِ حرب، وسامانِ رسد، مہیا کرنے میں سرگرم ہوں گے کہ اس اثناء میں قوم یاجوج وماجوج کے لوگ سدِ سکندری کو توڑ کر ٹڈی دل کی طرح پھیل جائیں گے، سوائے مضبوط قلعہ[2] کے کہیں اُن سے خلاصی (بچنے) کی صورت نہ ہوگی، لوگوں کے قتل وغارت کرنے میں بالکل دریغ نہ کریں گے یہ لوگ یافث ابن نوح کی اولاد میں سے ہیں، اُنکا ملک انتہائے بلادِ شمالِ مشرق بیرون ہفت اقلیم میں ہے انکے جانبِ شمال دریائے شور ہے کہ جس کا پانی بہت زیادہ ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے اسقدر گاڑھا اور جما ہوا ہے کہ جس میں جہاز رانی ناممکن ہے اُن کے شرقی وغربی (پورب پچھم) اطراف میں دیواروں کی مانند دو بڑے پہاڑ واقع ہیں جن میں آمد ورفت کا راستہ نہیں، ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی تھی جس میں سے یاجوج وماجوج نکل کر ادھر کے لوگوں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔

ذوالقرنین

جس کو ذوالقرنین[4] نے ایک ایسی آہنی دیوار سے کہ جس کی بلندی ان دونوں پہاڑوں

[1] صحیح مسلم صفحہ ۴۰۱ رانصاری ۱۲ [2] معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ ان کے شر سے لوگ قلعوں میں پناہ گزیں ہوجائیں گے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعوں میں ان کی دسترس نہ ہوگی ۱۲۔ [3] بخاری شریف ۱۲، [4] ذوالقرنین کے معنی دو سینگ والا چونکہ اُس بادشاہ کی پیشانی کے بردو جانب اُبھرے ہوئے تھے، اس وجہ سے اس نام سے مشہور ہوا تھا یہ تاریخ کے دور کے آغاز سے بہت پہلے ان قوموں کا بادشاہ تھا جن کی تہذیب وتمدن وبود وباش کا پتہ آج تک کسی کو نہ معلوم ہوسکا اہرام مصر اس کے شاہد ہیں سیاد تابعہ کے

کی چوٹیوں تک پہونچتی ہے اور موٹائی ساٹھ گز کی ہے بند کردیا ہے پس وہ دن بھر نقب زنی اور توڑنے میں مصروف رہتے ہیں مگر رات کو خداوند قدوس اپنی قدرت کاملہ سے ویسا ہی کردیتا ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس میں اتنا سوراخ ہوگیا تھا کہ جتنا انگوٹھے اور کلمہ[1] کی انگلی کے درمیان حلقہ سے پیدا ہوتا ہے مگر ابھی تک اس قدر نہیں کہ آدمی نکل سکے، جب ان کے خروج کا وقت آئے گا تو یہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور وہ وہاں سے نکلیں[2] گے، ان کی تعداد اس قدر ہے کہ جب ان کی اوّل جماعت بحیرۂ طبریہ[3] میں پہونچے گی تو اس کا سارا پانی پی کر خشک کردیگی بحیرۂ طبریہ (طبرستان میں ایک مربّع چشمہ ہے) کہ جس کا پاٹ سات سات یا دس دس کوس تک ہے اور نہایت گہرا ہے جب پچھلی جماعت وہاں پہونچے گی تو کہے گی کہ شائد اس جگہ کبھی پانی ہوگا، ظلم وقتل وغارتگری، پردہ دری، عذاب دہی اور قید کرنے میں مشغول ہوجائیں گے، اسی کیفیت سے چلتے ہوئے جب ملک شام[4] میں آئیں گے تو کہیں گے اب ہم نے زمین والوں کو نیست ونابود کردیا چلو آسمان والوں کا بھی خاتمہ کردیں، پس آسمان پر تیر پھینکیں گے خداوند قدوس اپنی قدرت سے ان کو خون آلود کر کے لوٹا دے گا، یہ دیکھ کر وہ بڑے خوش ہوں گے کہ اب تو ہمارے سوا کوئی نہیں رہا، آخر حضرت عیسیٰؑ دعا کے لئے کھڑے ہوں گے آپؑ کے اصحاب آپ کے پیچھے کھڑے آمین کہیں گے۔

یاجوج وماجوج کی ہلاکت

پس خداوند کریم ایک قسم کی بیماری کہ جس کو عربی میں ''نغف'' کہتے ہیں نازل کریگا یہ ایک قسم کا دانہ ہے جو بھیڑ یا بکری کی ناک وگردن میں نکلتا ہے اور طاعون کی طرح تھوڑی سی دیر میں ہلاک کردیتا ہے، پس قومِ یاجوج ماجوج اس مہلک مرض سے ایک ہی رات میں تباہ ہوجائی گی،

ابجد اعلیٰ میں گذرا ہے پائے تخت یمن میں تھا تمام روئے زمین پر اس کی سلطنت رہی بڑا نیک خدا پرست تھا، سکندر رومی کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ وہ ذوالقرنین تھا یہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ قرآن اور احادیث اور تمام اسلامی تاریخ کے خلاف ہے بلکہ سکندر رومی بت پرست تھا یہ تاریخ سے ثابت ہے کہ وہ سبعہ سیارہ کے نام سے عبادت خانے بناتا اور پرستش کرتا تھا، علاوہ اس کے وہ تمام روئے زمین کا بادشاہ بھی نہ تھا بلکہ یونان سے ایران اور ایران سے ہندوستان میں پنجاب تک آکر واپس ہوتے ہی مرگیا۔

[1] قوله تعالیٰ: حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ . ۱۲،

[2] مسلم شریف صفحہ ۴۰۱ رانصاری ۱۲، [3] مسلم شریف صفحہ ۴۰۳ رانصاری ۱۲، [4] مسلم شریف صفحہ ۴۰۱ رانصاری ۱۲،

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حال سے آگاہ ہو کر چند آدمیوں کو قلعہ سے باہر تفتیشِ حال کے لئے بھیجیں گے اور ان سڑی ہوئی لاشوں کی بدبو سے لوگوں کی زندگی مکدر رہوگی۔ اس مصیبت کے دفعیہ کی غرض سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر مع اپنے ساتھیوں کے دست بدعا ہوں گے، تب خداوند قدوس لمبی لمبی گردن اور جسم والے جانوروں کو جن کو عربی میں "عنقاء" کہتے ہیں بھیجے گا، پس وہ جانور بعضوں کو تو کھالیں گے اور بعضوں کو مختلف جزیروں اور دریائے شور میں پھینک دیں گے اور ان کے خون وزردآب سے زمین کو پاک کرنے کی غرض سے بہت بڑی بابرکت بارش ہوگی جو متواتر چالیس روز تک رہے گی، جس سے کوئی پختہ وخام مکان بڑا خیمہ اور چھپّر بغیر ٹپکے نہ رہے گا، اس بارش کی وجہ سے پیداوار نہایت ہی بابرکت وبافراط ہوگی یہاں تک کہ ایک سیر اناج اور ایک گائے وبکری کا دودھ[1] ایک کنبہ کیلئے کافی ہوگا، تمام لوگ آرام وآسائش میں ہوں گے زندہ لوگ مُردوں کی آرزو کریں گے، روئے زمین پر سوائے اہلِ ایمان کے اور کوئی نہ رہے گا، کینہ وحسد لوگوں سے اٹھ جائے گا، سب کے سب احسان وطاعت میں مصروف ہوجائیں گے، سانپ اور درندے لوگوں کو ایذا نہ پہونچائیں گے قومِ یاجوج[2] وماجوج کی تلواروں کی نیام وکمانیں عرصہ تک بطور ایندھن کام آئیں گی، حالاتِ مذکورہ بالا سات سال تک روبہ ترقی رہیں گے، اس کے بعد باوجود کثرت خیرات وطاعات کے خواہشات نفسانی قدرے ظہور پذیر ہونے لگیں گی یہ سب واقعات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ہوں گے دنیا میں آپ کا قیام چالیس سال رہے گا، آپ کا نکاح ہوگا، اولاد پیدا ہوگی، پھر آپ انتقال فرما کر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ میں مدفون ہوں گے۔

حضرت عیسیٰؑ کی وفات وخلافت جہجاہ

بعد ازاں قبیلۂ قحطان[3] میں سے ایک شخص مسمّٰی "جہجاہ" باشندہ ملک یمن آپ کے خلیفہ ہوں گے، جو نہایت ہی عدل وانصاف کے ساتھ امور خلافت کو انجام دیں گے، ان کے بعد چند[4] اور بادشاہ ہوں گے جن کے عہد میں جہل وکفر کی رسوم عام ہوجائیں گی اور علم بہت کم ہوجائے گا، اسی اثناء میں ایک مکان مشرق میں دوسرا مغرب میں دھنس جائے گا، جن میں

[1] مسلم شریف صفحہ ۴۰۲ ر انصاری ۱۲، [2] ترمذی اور یہ حدیث صحیح ہے، انصاری ۱۲، [3] کتاب الوقار ابن جوزی ومشکوۃ ۱۲، [4] مسلم شریف ۱۲،

منکرین تقدیر[1] ہلاک ہوجائیں گے، نیز انہیں دنوں میں ایک بڑا دھواں نمودار ہوکر زمین پر چھا جائے گا، جس سے آدمی تنگ آجائیں گے، مسلمان تو صرف ضعفِ دماغ وکدورتِ حواس وزکام میں مبتلا ہوں گے، مگر منافقین وکفار ایسے بیہوش ہوجائیں گے کہ بعض ایک دن، بعض دو دن، بعض تین دن میں ہوشیار ہوں گے، یہ دھواں[2] چالیس روز تک مسلسل رہے گا، پھر مطلع صاف ہوجائے گا بعدہٗ ماہ ذالحجہ میں یوم النحر[3] کے بعد رات اس قدر لمبی ہوجائے گی کہ مسافر تنگ دل، بچے خواب سے بیدار، مویشی چراگاہ کے لئے بیقرار ہوجائیں گے، یہاں تک کہ لوگ ہیبت وبےچینی کی وجہ سے نالہ وزاری شروع کرکے توبہ توبہ پکاریں گے آخر تین چار راتوں کی مقدار کے برابر دراز ہونے کے بعد حالتِ اضطرابی میں آفتاب مانند چاند گرہن کے ایک قلیل روشنی ونورانیت کے ساتھ جانبِ مغرب[4] سے طلوع ہوگا، اس وقت تمام لوگ خداوند قدوس کی وحدانیت کا اعتراف واقرار کرلیں گے، مگر اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اس کے بعد اپنی معمولی روشنی ونورانیت کے ساتھ مشرق سے طلوع ہوتا رہے گا، دوسرے روز لوگ اسی چرچہ وتذکرہ میں ہوں گے کہ کوہِ صفا جو کعبہ کے مشرقی جانب واقع ہے زلزلہ سے پھٹ جائے گا۔

دابۃ الارض کا ظہور

جس میں ایک نادر شکل کا جانور[5] جس کے خروج کی افواہ قبل ازیں دو مرتبہ ملک یمن ونجد میں مشتہر ہوچکی ہوگی برآمد ہوگا، بلحاظِ شکل یہ حسب ذیل سات جانوروں سے مشابہت رکھتا ہوگا (۱) چہرے میں آدمی سے (۲) پاؤں میں اونٹ سے (۳) گردن میں گھوڑے سے (۴) دم میں بیل سے (۵) سرین میں ہرن سے (۶) سینگوں میں بارہ سنگے سے (۷) ہاتھوں میں بندر سے، اور نہایت فصیح اللسان ہوگا، اس کے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ہوگی۔

[1] بخاری شریف ومسلم شریف ۱۲، [2] صحیح مسلم شریف ۱۲، [3] ابوداؤد وترمذی اور یہ حدیث صحیح ہے ۱۲، [4] چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے: یَوْمَ یَأْتِیْ بَعْضُ آیَاتِ رَبِّکَ، یہاں مراد لفظ بعض آیات سے آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا ہے، جیسا کہ ... میں آیا ہے۔ [5] جیسا کہ سورۂ نمل میں ہے: اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْھِمْ اَخْرَجْنَا لَھُمْ دَآبَّۃً مِّنَ الْاَرْضِ تُکَلِّمُھُمْ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ. (ترجمہ) جب قیامت کا وعدہ اُن لوگوں پر پورا ہونے کو ہوگا، تو ہم زمین سے اُن کے لئے (بطور نشانی) ایک جانور نکالیں گے وہ ان سے کہے گا کہ لوگ خدا کی باتوں کا یقین نہیں کرتے تھے۔ ۱۲

دابّۃ الارض کا تمام شہروں میں دورہ

تمام شہروں میں ایسی سرعت وتیزی کے ساتھ دورہ کرے گا کہ کوئی فردِ بشر اس کا پیچھا نہ کر سکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس سے چھٹکارہ نہ پا سکے گا، ہر شخص پر نشان لگاتا جائیگا، جو گروہ صاحبِ ایمان ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے اس کی پیشانی پر ایک نورانی خط کھینچ دیگا جس کی وجہ سے اس کا تمام چہرہ منور ہو جائیگا، اگر صاحبِ ایمان نہ ہو تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری سے اس کی ناک یا گردن پر سیاہ مہر لگائے گا جس کے سبب سے اس کا تمام چہرہ مکدّر و بے رونق ہو جائے گا، یہاں تک کہ اگر ایک دسترخوان پر چند آدمی جمع ہو جائیں گے تو ہر ایک کے کفر و ایمان میں بخوبی امتیاز ہو سکے گا، اس جانور کا نام "دابۃ الارض" ہے، جو اس کام سے فارغ ہو کر غائب ہو جائے گا، آفتاب کے مغرب سے طلوع اور دابۃ الارض کے ظہور سے نفخ صور تک ایک سو بیس سال کا عرصہ ہوگا۔

جنوب کی طرف سے ہوا چلنا

دابۃ الارض کے غائب ہو جانے کے بعد جنوب کی طرف سے ایک نہایت فرحت افزا ہوا چلے گی جس کے سبب سے ہر صاحبِ ایمان کی بغل میں درد پیدا ہوگا جس کے باعث افضل فاضل سے، فاضل ناقص سے، ناقص فاسق سے، پہلے بالترتیب مرنے شروع ہو جائیں گے، قربِ قیامت کے وقت[1] حیوانات جمادات چابک اور تسمۂ پا وغیرہ کثرت کے ساتھ گویا ہوں گے جو گھروں کے احوال اور دیگر امور سے خبر دیں گے۔

جب تمام اہلِ ایمان اس جہاں سے کوچ کر جائیں گے تو اہلِ حبش کا غلبہ ہوگا اور تمام ممالک میں ان کی سلطنت پھیل جائے گی، خانۂ[2] کعبہ کو ڈھا دیں گے۔ حج موقوف[3] ہو جائیگا، قرآن کریم دلوں، زبانوں اور کاغذوں سے اٹھا لیا جائے گا۔ خدا ترسی، حق شناسی، خوفِ آخرت لوگوں کے دلوں سے معدوم ہو جائے گا، شرم و حیا جاتی رہے گی۔ بر سرِ راہ گدھوں[4] اور

[1] ترمذی شریف ۱۲، [2] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲، [3] صحیح بخاری شریف ۱۲، [4] مسلم شریف ۱۲،

کتوں کی طرح زنا کریں گے، حکّام کا ظلم و جہل، اور رعایا کی ایک دوسرے پر دست درازی، رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی، پس دیہات ویران ہو جائیں گے، بڑے بڑے قصبے گاؤں کے مانند، اور بڑے بڑے شہر معمولی قصبوں کے مانند ہو جائیں گے۔ قحط، وباء، اور غارتگری کی آفتیں پے در پے نازل ہونے لگیں گی۔ جماع[1] زیادہ ہوگا اولاد کم، رحجانیت الی الحق دلوں سے اُٹھ جائیگی۔

آگ کا سمتِ جنوب سے نمودار ہونا

جہالت اس قدر بڑھ جائے گی کہ کوئی لفظ اللہ[2] تک کہنے والا نہ ہوگا۔ اس اثناء میں ملک شام میں امن و ارزانی نسبتاً زیادہ ہوگی پس دیگر ممالک سے ہر قسم کے لوگ تنگ آ کر مع اہل و عیال کے ملک شام[3] کی طرف چلنے شروع ہو جائیں گے کچھ عرصہ کے بعد ایک بہت بڑی آگ جنوب[4] کی طرف سے نمودار ہو کر لوگوں پر بڑھے گی جس سے لوگ بے تحاشا بھاگیں گے آگ ان کا تعاقب (پیچھا) کرے گی جب لوگ دوپہر کے وقت تھک تھکا کر پڑ جائیں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی، جب دھوپ تیز نکل آئے تو آگ پھر ان کا پیچھا کرے گی جب شام ہو جائے تو ٹھہر جائے گی اور آدمی بھی آرام لیں گے صبح ہوتے ہی آگ پھر تعاقب کریگی اور آدمی اس سے بھاگیں گے، اس طرح کرتے، کرتے، ملک شام تک پہونچا دے گی، اس کے بعد آگ لوٹ کر غائب ہو جائے گی بعد ازاں کچھ لوگ حُبِّ وطن اصلی کی وجہ سے اپنے ملکوں کی طرف روانہ ہوں گے مگر بحیثیتِ مجموعی بڑی آبادی ملک شام میں رہے گی، قربِ قیامت کی یہ آخری علامات ہیں اس کے بعد قیامِ قیامت کی اوّل علامت یہ ہوگی کہ لوگ تین چار سال تک غفلت میں پڑے رہیں گے اور دنیاوی نعمتیں، اموال اور شہوت رانیاں بکثرت ہو جائیں گی کہ جمعہ کے دن جو یوم عاشورہ[5] بھی ہوگا، صبح ہوتے ہی لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو جائیں گے کہ ناگاہ (اچانک) ایک باریک لمبی آواز آدمیوں کو سنائی دے گی یہی نفخ صور ہوگا تمام اطراف کے لوگ اس کے سننے میں یکساں ہوں گے اور حیران ہوں گے کہ یہ آواز کیسی ہے کہاں

[1] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲، [2] صحیح مسلم و ترمذی ۱۲، [3] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲، [4] صحیح بخاری شریف ۱۲، [5] صحیح مسلم شریف ۱۲،

سے آ رہی ہے، پس رفتہ رفتہ یہ آواز مانند کڑک بجلی کے سخت و بلند ہوتی جائے گی آدمیوں میں اس کی وجہ سے بڑی بے چینی و بے قراری پھیل جائے گی، جب وہ پوری سختی پر آ جائے گی تو لوگ خوف و ہیبت کی وجہ سے مرنے شروع ہو جائیں گے، زمین[1] میں زلزلہ آ جائے گا جس کے ڈر سے لوگ گھروں کو چھوڑ کر میدانوں میں بھاگیں گے اور وحشی جانور[2] خائف ہو کر لوگوں کی طرف میل کریں گے زمین[3] جا بجا شق ہو جائے گی سمندر[4] ابل کر قرب و جوار کے مواضعات پر چڑھ جائیں گے، آگ بجھ جائے گی، نہایت محکم و بلند پہاڑ[5] ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تیز ہوا کے چلنے سے ریت کے موافق اڑیں گے، گرد و غبار اٹھنے اور آندھیوں کے آنے کے سبب جہاں میں اندھرا ہی اندھیرا ہو جائے گا اور وہ آواز دم بدم سخت ہوتی جائے گی یہاں تک کہ اس کے نہایت ہولناک ہونے پر آسمان پھٹ جائیں گے۔ ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

ابلیس کی موت کا بیان

جب آدمی مر جائیں گے تو ملک الموت ابلیس کی قبضِ روح کیلئے متوجہ ہوں گے یہ ملعون چاروں طرف دوڑتا پھرے گا، ملائکہ گرزہائے آتشیں سے مار مار کر لوٹا دیں گے اور اس کی روح قبض کر لیں گے۔ سکراتِ موت کی جتنی تکالیف تمام افراد بنی آدم پر گزری ہیں اُس پر تنہا گذریں گی۔ نفخ صور کے مسلسل چھ ماہ تک پھکنے کے بعد نہ آسمان رہے گا نہ ستارے، نہ پہاڑ، نہ سمندر، نہ اور کوئی چیز، سب کے سب نیست و نابود ہو جائیں گے، فرشتے بھی مر جائیں گے مگر کہتے ہیں کہ آٹھ چیزیں فنا سے مستثنیٰ ہیں: اول عرش، دوم کرسی، سوم لوح، چہارم قلم، پنجم بہشت، ششم صور، ہفتم دوزخ، ہشتم ارواح۔ لیکن رُوحوں کو بھی بیخودی و بیہوشی لاحق ہو جائیگی۔ بعضوں کا قول ہے کہ یہ آٹھ چیزیں بھی تھوڑی دیر کے لئے معدوم (ختم) ہو جائیں گی، حاصل کلام جب سوائے ذاتِ باری تعالیٰ، کوئی اور باقی نہ رہے گا، تو خداوند قدوس فرمائے گا: کہاں ہیں بادشاہان و مدعیان

[1] جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے: اذا زلزلت الارض زلزالها (ترجمہ) جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جائے گی۔ [2] قرآن پاک میں ہے: و اذا الوحوش حشرت یعنی جس وقت وحشی جانور آدمیوں کے ساتھ اکٹھے کئے جائیں گے۔۱۲، شاہ رفیع الدین۔ [3] قولہ تعالیٰ وتنشق الارض ۱۲، (ترجمہ) اور ٹکڑے ہوں زمین۔ [4] و اذا البحار فجرت یعنی جب دریا بہہ جلیں ۱۲، عبدالقادر۔ [5] قولہ تعالیٰ و اذا الجبال نسفت (ترجمہ) جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں۔۱۲

سلطنت، کس[1] کے لئے ہے آج کی سلطنت؟ پھر خود ہی ارشاد فرمانے گا خدائے یکتا و قہار کے لئے ہے۔ پس ایک وقت تک ذات واحد ہی رہے گی، پھر ایک مدت کے بعد جس کی مقدار سوائے اس کے، کوئی اور نہیں جانتا، از سرِ نو سلسلۂ پیدائش کی بنیاد قائم کرے گا۔ آسمان، و زمین اور فرشتوں کو پیدا کرے گا، زمین کی ہیئت اس وقت ایسی ہوگی کہ اس میں عمارتوں، درختوں، پہاڑوں، اور سمندروں وغیرہ کا نشان نہ ہوگا، اس کے بعد جس جس مقام سے لوگوں کو زندہ کرنا منظور ہوگا تو اُسی جگہ پہلے اُن کی ریڑھ کی ہڈی کو پیدا کر کے رکھ دیا جائے گا اور ان کے دیگر اجزائے جسمانی کو اُس ہڈی کے متصل رکھ دیں گے، ریڑھ کی ہڈی اُس ہڈی کو کہتے ہیں جس سے تمام جسم کی ہڈیوں کی پیدائش شروع ہوتی ہے۔ ترتیب اجزاء کے بعد اُن اجزائے مرکبہ پر گوشت و پوست چڑھا کر، جو صورت ان کے مناسب حال ہو، عطا ہو جائے گی، قالب جسمانی کے تیار ہونے کے بعد تمام رُوحوں کو صور میں داخل کر کے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ ان کو پوری طاقت سے پھونکیں اور خداوند قدوس ارشاد فرمائے گا: قسم ہے میرے عز و جلال کی کوئی روح اپنے قالب سے خطا نہ کرے پس روحیں اپنے اپنے جسموں میں اس طرح آئیں گی جیسے گھونسلوں میں پرندے۔

روحوں کا جسموں میں داخل ہونا

صور اسرافیل میں تعداد ارواح کے موافق سوراخ ہیں، جن میں سے روحیں پھونک نے پر چیونٹی اور ٹڈی کی طرح نکل کر اپنے اپنے قالبوں میں داخل ہو جائیں گی اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان کا رابطہ جسموں سے قائم ہو جائے گا اور سب کے سب زندہ ہو جائیں گے، اس کے بعد پھر صور پھونکا جائے گا جس کی وجہ سے زمین پھٹ کر تمام لوگ برآمد ہوں گے اور گرتے پڑتے آوازِ صور کی جانب دوڑیں گے یہ صور بیت المقدس کے اس مقام پر جہاں صخرہ معلق ہے پھونکا جائے گا، روحوں کو جسموں میں منتقل کئے جانے اور دوبارہ صور پھونکے جانے میں چالیس[2] برس کا عرصہ ہوگا، قبروں میں سے آدمی اسی شکل[3] میں پیدا ہوں گے جیسے بطن مادر سے ننگے بدن، بے ختنہ، بے ریش ہوں گے، مگر صرف سروں پر بال اور منہ میں دانت ہوں گے، سبھی چھوٹے بڑے، گونگے، بہرے، لنگڑے لولے اور ناتواں سب کے سب، صحیح الاعضاء پیدا ہوں گے۔

[1] لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار ۱۲۔ [2] صحیح بخاری و مسلم شریف ۳۰۷، [3] صحیح بخاری ۱۲،

میدانِ محشر کے حالات وگرمئ آفتاب

سب سے پہلے زمین[1] میں سے حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے، آپ کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام پھر جگہ جگہ سے انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین اٹھیں گے، بعد ازاں عام مومنین، پھر فاسقین، پھر کفار تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد یکے بعد دیگرے برآمد ہوں گے، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر[2] رضی اللہ عنہما آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے درمیان ہوں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور دیگر امتیں اپنے اپنے پیغمبروں کے پاس مجتمع (اکٹھا) ہو جائیں گی، شدت ہول وخوف کے سبب تمام کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوں گی، کوئی شخص کسی کی شرمگاہ[3] پر نظر نہیں ڈال سکے گا، اگر ڈالے[4] بھی تو وہ بچوں کی طرح دواعیِ شہوت سے خالی ہوگا۔ جب تمام لوگ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہو جائیں گے تو آفتاب اس قدر قریب کر دیا جائے گا کہ کہیں گے کوئی ایک میل[5] کے فاصلے پر ہے، آسمان کی طرف سے چمکنے والی بجلیاں، اور خوفناک آوازیں، سنائی دیں گی، آفتاب کی گرمی کی وجہ سے سب کے بدنوں سے پسینہ جاری ہو جائے گا، پیغمبروں اور نیک جنت مومنوں کے تو صرف تلوے تر ہوں گے عام مومنین کے ٹخنے، پنڈلی، گھٹنے، زانو، کمر، سینہ، اور گردن تک حسبِ اعمال پسینہ چڑھ جائے گا۔ کفار، منہ اور کانوں تک پسینہ میں غرق ہو جائیں گے اور اس سے ان کو سخت تکلیف ہوگی۔ بھوک پیاس کی وجہ سے لوگ لاچار ہو کر خاک پھانکنے لگیں گے اور پیاس بجھانے کی غرض سے حوضِ کوثر کی طرف جائیں گے۔

[1] كما بدأنا اوّل خلق نعيده جیسا کہ ہم نے (اس خلقت کو) اول مرتبہ پیدا کیا ہو اسی طرح دوبارہ بھی پیدا کریں گے ۱۲، [2] صحیح بخاری و مسلم ۳۸۴ انصاری ۱۲، [3] مسلم شریف ۱۲، [4] ترمذی شریف ۱۲، [5] صحیح بخاری و مسلم ۳۸۴ انصاری ۱۲،

دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی حوض عطا کئے جائیں گے مگر وہ لطافت ووسعت میں ''حوض کوثر'' سے بہت کم ہوں گے، گرمئ آفتاب کے سوا اور بھی نہایت خوفناک وہولناک امور پیش آئیں گے ایک ہزار سال کی مقدار تک لوگ انہی تکالیف ومصائب میں مبتلا رہیں گے اور سات گروہوں کو جن کا ذکر آگے آئے گا سایہ میں جگہ دی جائے گی چنانچہ روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سایہ والے گروہ چالیس فرقوں پر مشتمل ہوں گے۔

انبیاء علیہ السلام کی شفاعت سے معذرت

پس آخر کار لوگ لاچار ہو کر شفاعت[1] کی غرض سے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جا کر عرض کریں گے کہ یا ابوالبشر آپ ہی وہ شخص ہیں کہ جن کو خداوند قدوس نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا، فرشتوں سے سجدہ کرایا، جنت میں سکونت عطا فرمائی اور تمام اشیاء کے نام سکھائے پس آج ہماری شفاعت کیجئے تا کہ ہم کو خداوند قدوس ان مصائب سے نجات دے، آپ فرمائینگے کہ: خداوند کریم آج اس قدر برسرِ غضب ہے کہ ایسا کبھی نہ تھا اور نہ آئندہ ہوگا چونکہ مجھ سے ایک لغزش[2] سرزد ہوئی ہے وہ یہ کہ باوجود ممانعت کے ''میں نے گیہوں کا دانہ کھالیا تھا'' پس اسکے مواخذہ سے ڈرتا ہوں اور خود کو شفاعت کرنے کے لائق نہیں سمجھتا ہوں۔ تم لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے پیغمبر ہیں جن کو خدا نے لوگوں کی ہدایت کیلئے بھیجا، تمام لوگ حضرت نوحؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے نوحؑ! آپ ہی وہ پیغمبر ہیں جو سب سے پہلے آدمیوں کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے اور آپ کو خداوند قدوس نے بندۂ شکر گذار[3] کا لقب عطا فرمایا، ہماری حالتِ زار پر رحم کھائیے اور ہماری شفاعت کیجئے، حضرت نوحؑ فرمائینگے کہ: آج خداوند قدوس ایسا پُر غضب ہے کہ نہ کبھی تھا نہ ہوگا مجھ سے ایک لغزش ہوئی ہے وہ یہ کہ ''میں نے ادب کا لحاظ نہ کر کے اپنے بیٹے کی غرقابی کے وقت بارگاہ الٰہی میں اسکی نجات کا سوال کیا تھا'' پس اسکے مواخذہ سے ڈرتا ہوں میرا منہ نہیں کہ شفاعت کرسکوں

(۱) صحیح مسلم ۳۸۴ انصاری ۱۲) (۲) یہ حدیث صحاح ستہ میں آئی ہے ۱۲، قولہ تعالیٰ: وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا الآية ۱۲،(۳) قولہ تعالیٰ: ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ، اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا، (۴) وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ. (ترجمہ) اس مشکل گھڑی میں نوحؑ نے اپنے خدا کو پکارا کہ میرا بیٹا ہی تو میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے

حضرت ابراہیمؑ کی معذرت

مگر ہاں حضرت ابرہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ خداوندقدوس نے ان کو اپنا خلیل[1] فرمایا ہے، پس لوگ آپ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے خدا تعالیٰ نے آپ کو خلیل کے خطاب سے مخاطب کیا ہے اور آگ کو آپ کے واسطے بردوسلام[2] کر دیا، امام پیغمبران بنایا۔ پس ہماری شفاعت کیجئے تاکہ ان تکالیف سے رہائی ہو، آپ فرمائیں گے کہ: آج خدائے وحدہ لاشریک لہ اس قدر برسرِ غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہوا، نہ ہوگا۔ مجھ سے تین مرتبہ ایسا کلام سرزد ہوا کہ جس میں جھوٹ کا وہم ہوسکتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف ظاہر کلام کا مفہوم

پس اس کے مؤاخذہ سے ڈرتا ہوں، اس لئے مجھ میں شفاعت کرنیکی قوت نہیں ہے

یہ بات معلوم کرنے کے قابل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حسبِ ذیل تین موقعوں پر ایسا کلام سرزد ہوا ہے جس میں جھوٹ کا وہم ہوسکتا ہے اول یہ کہ ایک مرتبہ آپ کی قوم نے عید کے دن عمدہ عمدہ کھانے پکا کر اپنے بتوں کے سامنے رکھدئے پھر بت خانے کے دروازوں کو بند کر کے عید منانے کیلئے نہایت کرّوفر کے ساتھ میدان میں چلی گئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلئے، آپ نے ستاروں[3] کی طرف دیکھ کر جواب دیا کہ ''میری طبیعت ناساز معلوم ہوتی ہے''۔ یہ اوّل کلام ہے جس میں ایہام کذب ہوسکتا ہے، دوم یہ کہ جب قوم میدان مذکور میں چلی گئی تو آپ تبر ہاتھ میں لے کر بت خانہ میں قفل کھول کر داخل ہوئے اور بتوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ: یہ لذیذ نعمتیں کیوں[4] نہیں کھاتے؟ جب انہوں نے کچھ جواب نہ دیا تو پھر فرمانے لگے کہ: مجھ سے کیوں نہیں بولتے؟

اوراس کا فیصلہ تو بہتر کرسکتا ہے خدا نے نوحؑ کو جواب دیا کہ وہ تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں ہے کہ وہ برے افعال کر چکا ہے تو مجھ سے ایسی بات کا سوال نہ کرنا جسکا تجھے علم نہیں ہے، یہ میں تجھے اس لئے سمجھاتا ہوں کہ جاہل لوگوں کی طرح سے رشتہ کی محبت میں آکر کہیں تو خدا سے دور نہ جا پڑے، قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِکَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ. فَلَاتَسْئَلْنِ مَالَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ. (سورۂ ہود ۱۲)

[1]: واتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلاہ. (سورۂ نساء ۱۲)

[2]: قلنا ینار کونی بردا وّسلاما علی ابراھیم. (سورۂ انبیاء: ۱۲)

[3]: فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النَّجُوم. فقال انّی سقیم. (سورۂ انبیاء: ۱۲)

[4]: فقال الا تأکلون مالکم لاتنطقون. (سورۂ صافات: ۱۲)

جب اس پر بھی وہ خاموش رہے تو آپ[1] نے تمام کو توڑ ڈالا مگر بڑے بت کے صرف ناک کان توڑے اور تبر (کلہاڑا) اس کے کاندھے پر رکھدیا اور دروازے کو بدستور مقفل کر کے گھر تشریف لے آئے۔ کفار جب میدان سے واپس آئے تو اس ماجرے کو دیکھ کر آگ بگولا ہوگئے اور اس کام[2] کے کرنے والے کی تلاش میں ہوئے ان میں سے بعض کہنے لگے کہ ہم نے ''جوان[3] مسمّی ابراہیم'' کو بتوں کی مذمت کرتے ہوئے سنا ہے، یہ کام اُسی کا معلوم ہوتا ہے۔

پس ابراہیم[4] علیہ السلام کو بلا کر پوچھا کہ کیا[5] یہ کام تو نے ہی کیا ہے۔ آپ[6] نے فرمایا نہیں بلکہ اس بڑے بت نے کیا ہے دیکھو تبر کاندھے پر دھر رکھا ہے۔ اور غصہ میں آکر بیچاروں کو توڑ ڈالا ہے۔ پس تم لوگ انھیں شکستہ اور مجروح بتوں سے پوچھو تاکہ وہ حقیقتِ حال کو خود بیان کردیں۔ یہ دوسرا ایہام کذب ہے۔ سوم یہ کہ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے[7] شہر کو چھوڑ کر حران میں چچا کے پاس میں تشریف لے گئے اور وہاں چچازاد بہن ''سارہ'' سے شادی کر لی اور پھر یہاں سے بوجہ مخالفتِ دینی چچا سے جدا ہو کر اور سارہ کو اپنے ساتھ لیکر مصر کی طرف ہجرت کی اس وقت مصر میں ایک ظالم بادشاہ تھا جو ہر خوبصورت عورت کو زبردستی چھین لیتا تھا۔ اگر عورت اپنے شوہر کے ساتھ ہوتی تھی تو اس کو قتل کرا دیتا تھا اگر سوائے شوہر کے کوئی اور وارث ساتھ ہوتا تھا تو اس کو کچھ دے دلا کر راضی کر لیتا تھا جب ابراہیمؑ وہاں پہونچے تو اس ماجرے کو سنکر حیران ہوگئے اتنے میں اُس ظالم بادشاہ کے سپاہیوں نے آکر پوچھا کہ یہ عورت تیری کون ہوتی ہے؟ آپنے فرمایا کہ: یہ میری بہن ہے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ سارہ آپ کی چچازاد بہن تھیں۔ نیز بموجب اس حکم کے: انما المومنون اخوة. (سب مومن آپس میں دینی بھائی بہن ہوتے ہیں) اور سارہ رضی اللہ عنہا کو بھی سمجھا دیا کہ تم سے کوئی پوچھے تو یہ کہنا کہ یہ

---

[1] قوله: فجعلهم جذاذا الا كبيرالهم. (سورہ انبیاء) [2] قوله تعالى: قالوا من فعل هذا بألهتنا انه لمن الظالمين. (سورہ انبیاء) [3] قالوا سمعنا فتى يذكرهم يقال لهٗ ابراهيم. (سورۂ انبیاء) [4] قوله تعاله: قالوا فاتو به على اَعْيُنِ الناس لعلهم يشهدون. (سورہ انبیاء) [5] قالوا ء انت فعلت هذا بالهتنا يابراهيم. (سورہ انبیاء) [6] قال بل فعله كبيرهم هذا فسئلوهم ان كانوا ينطقون. (سورۂ انبیاء) [7] یہ حدیث اخیر تک صحیح بخاری و مسلم شریف میں موجود ہے۔

میرا بھائی ہے۔ یہ تیسرا ایہام کذب (توریہ) ہے، (بظاہر کذب اور درحقیقت سچ ہے) قصہ مختصر یہ ہے کہ اس ظالم بادشاہ کے آدمی حضرت سارہؓ کو لے گئے تو حضرت ابراہیمؑ نماز میں مشغول ہوئے خداوند قدوس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ان تمام پردوں کو اور دیواروں کو جو درمیان میں حائل تھیں اٹھادیا یہاں تک کہ ایک لمحہ کے لئے بھی حضرت سارہؓ آپ کی نظر سے غائب نہ ہوئیں، سپاہیوں نے حضرت سارہؓ کو اس ظالم کے مکان میں لیجا کر بٹھادیا، جب وہ ظالم آپ کے پاس آیا تو تین مرتبہ نیتِ بد سے ہاتھ بڑھانا چاہالیکن ہر مرتبہ اس کے اعضاء شل ہو کر بیہوشی کی سی حالت طاری ہوجاتی تھی اور تائب ہو کر حضرت سارہؓ سے طالب دعا ہوتا تھا کہ میری رہائی ہو۔ پس آپ کی دعا سے بحال ہوجاتا تھا۔ آخر کار اس نے سپاہیوں کو بلا کر کہا کہ یہ جادوگرنی ہے اس کو فوراً یہاں سے لے جاؤ اور ہاجرہ کو اس کے ہمراہ کر کے نہایت احتیاط کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہونچادو۔ آپ مصر کو ناپسند کر کے ملک شام کی طرف روانہ ہوئے اور وہیں سکونت اختیار کی یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ کے ایہامِ کذب کا قصہ تمام ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عذر

آدم برسر مطلب حضرت ابراہیمؑ لوگوں سے فرمائیں گے کہ حضرت موسیؑ کے پاس جاؤ کیونکہ خداوند قدوس نے ان کو اپنا کلیم بنایا ہے۔ پس لوگ آپ کی طرف آئیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ! آپ وہی شخص ہیں کہ جن سے بغیر کسی واسطہ کے خدا تعالیٰ نے گفتگو کی اور توریت اپنے دستِ قدرت سے لکھ کردی، ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ جواب دیں گے آج اللہ تعالیٰ اس قدر برسرِ غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہوا تھا نہ ہوگا، میرے ہاتھ[1] سے ایک قبطی شخص کا قتل بغیر اس کی اجازت کے ہوچکا ہے، اس کے مؤاخذہ سے ڈرتا ہوں، اس لئے مجھ میں شفاعت کرنیکی قدرت نہیں ہے، ہاں حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے پاس جاؤ۔

[1] قولہ تعالیٰ: وَ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ اِلٰى اَنْ قَالَ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ، اَلْاٰيَه. (ترجمہ) حضرت موسیٰؑ شہر میں ایسے وقت پہونچے کہ وہاں کے باشندے بے خبر تھے وہاں شہر میں اس نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا (ایک اپنا ایک غیر) تو اس نے غیر کو گھونسا مار کر ہلاک کیا۔۱۲

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معذرت

حضرت عیسیٰؑ کے پاس آ کر کہیں گے اے عیسیٰ! خدا نے آپ کو روح اور کلمہ کہا ہے جبرئیلؑ کو آپ کا رفیق بنایا ہے اور آیاتِ بیّنات عطا کیں۔ آج ہماری شفاعت کیجئے تاکہ خداوند قدوس ان مصائب سے نجات دے، آپ فرمائیں گے خدا تعالیٰ آج کے دن اس قدر برسرِ غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہوا تھا نہ ہوگا، چونکہ میری امت نے کبھی تو مجھ کو خدا کا بیٹا قرار دیا اور کبھی عین خدا اور اِن اقوال کی تعلیم کو میری طرف منسوب کیا پس میں ان اقوال کی تحقیقات کے مؤاخذہ سے ڈرتا ہوں، تاب شفاعت نہیں رکھتا، البتہ حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

تمام لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں

لوگ آپ ﷺ کے پاس آ کر عرض کریں گے اے محمد ﷺ! آپ محبوب خدا ہیں، خدا نے آپ کے اگلے پچھلے[1] تمام خلافِ اولیٰ کاموں کی معافی کی خوشخبری دی ہے پس اگر دیگر لوگوں کو خدا کی طرف سے ایک قسم کے عتاب کا خوف ہو تو سہی مگر آپ تو اس سے محفوظ و مامون ہیں، آپ خاتم النبیینؐ[2] ہیں اگر آپ بھی ہم کو نفی میں جواب دیں گے تو ہم کس کے پاس جائیں گے، آپ ہمارے لئے بارگاہِ الٰہی میں شفاعت کیجئے تاکہ ہم کو اِن مصیبتوں سے رہائی ہو، آپ ارشاد فرمائیں گے کہ ہاں مجھ ہی کو خدا نے اس لائق بنایا ہے تمہاری شفاعت کرنی آج میرا ہی حق ہے، آپؐ بارگاہ ایزدی کی جانب متوجہ ہوں گے، حق تعالیٰ اس روز جبرئیل کو براق دیکر تمام لوگوں کے سامنے بھیجے گا آنحضور ﷺ اس پر سوار ہو کر آسمان کی طرف روانہ ہوں گے۔

آنحضرت ﷺ مقام محمود میں

آدمیوں کو آسمان پر ایک نہایت نورانی[3] وکشادہ مکان دکھائی دیگا جس میں حضور ﷺ داخل ہوجائیں گے اس مکان کا نام مقام محمود ہے، پس جب تمام لوگ اس مکان میں آپ کو

[1] قولہ تعالیٰ: لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ. (سورۂ فتح) [2] قولہ تعالیٰ: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا. (سورہ احزاب) (ترجمہ) محمد ﷺ کو کسی شخص کا باپ دادا نہ سمجھو بلکہ وہ خدا کی طرف سے (تمام خلقت کیلئے) خاص پیغام الٰہی پہونچانے والا (سب کا روحانی باپ) ہے اور پیغمبروں کا سلسلہ آمد وشد اس پر ختم کردیا گیا اور خدا کو ہر ایک چیز کا علم ہے (کہ اس کے جسمانی باپ ہونے سے روحانی باپ ہونا زیادہ زیبا ہے۔

[3] قولہ تعالیٰ: فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا.

داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیں گے تو آپ کی تعریف وتوصیف کرنے لگیں گے حضور ﷺ کو یہاں عرش معلیٰ پر تجلیٔ الٰہی نظر آئیگی جسکو دیکھتے ہی آپؐ سات روز تک مسلسل سربسجود رہیں گے تب ارشادِ الٰہی ہوگا کہ اے محمدؐ! سر اٹھایئے جو کہو گے سنوں گا، جو مانگو گے دوں گا، اگر شفاعت کرو گے قبول کروں گا، پس حضور ﷺ اپنے سرِ مبارک کو اٹھا کر خداوند قدوس کی اس قدر حمد وثنا بیان کریں گے کہ اولین وآخرین میں سے کسی نے نہ کی ہوگی۔ آپ ﷺ فرمائیں گے کہ اے خداوندا! تو نے بذریعہ جبرئیل وعدہ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن تو جو چاہے گا سو دوں گا، پس میں اس عہد کا ایفاء چاہتا ہوں، حق تعالیٰ جواباً ارشاد فرمائے گا جبرئیل نے جو کچھ پیغام پہونچایا تھا وہ بالکل سچا اور درست تھا، آج بے شک میں تجھ کو خوش کروں گا اور تیری شفاعت قبول کروں گا۔ زمین کی طرف جاؤ میں زمین پر جلوہ افروز ہونے والا ہوں۔ بندوں کا حساب لیکر ہر ایک کو حسب اعمال جزا دوں گا، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر تشریف لے آئیں گے لوگ آپؐ سے دریافت کریں گے کہ خدا نے ہمارے حق میں کیا ارشاد فرمایا؟ آپؐ جواب دیں گے خداوند قدوس زمین پر جلوہ افروز ہونے والا ہے[1]۔ ہر ایک کو حسبِ اعمال جزا دے گا۔ اسی اثناء میں ایک بہت بڑا نور نہایت ہولناک آواز کے ساتھ آسمان سے زمین پر اترے گا۔ قریب آنے پر فرشتوں کی تسبیح وتہلیل کی آواز سنائی دیگی، لوگ ان سے پوچھیں گے کہ ہمارا پروردگار اسی نور میں ہے؟ فرشتے جواب میں کہیں گے خداوند کریم کی شان اس سے کہیں برتر ہے، ہم تو آسمان دنیا کے فرشتے ہیں، اور اتر کر زمین کے دُور ترین کناروں پر صف بستہ ہو جائیں گے۔

بعد ازاں اس سے کہیں زیادہ نور مع ہولناک آواز کے آسمان سے نازل ہوگا نزدیک پہونچنے پر لوگ پھر پوچھیں گے کیا تجلیات الٰہی اسی نور میں ہیں فرشتے جواب دیں گے کہ خداوند قدوس اس سے کہیں برتر ہے، ہم تو دوسرے آسمان کے فرشتے ہیں پس یہ فرشتے بھی پہلے فرشتوں

[1] قولہ تعالیٰ: وَجَاءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا. وَجِيْءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ. يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى. (ترجمہ) اور اے پیغمبر! تمہارا پروردگار رونق افروز ہوگا اور فرشتے صف بستہ ہوں گے اور اس دن جہنم سب کے روبرو لاکر حاضر کردیجائیگی، اس دن انسان سمجھ لیگا مگر اس وقت اس کے سمجھنے سے کیا فائدہ۔

کے قریب صف بستہ ہو جائیں گے، اسی طرح ہر ایک آسمان کے فرشتے پہلے سے زیادہ عظمت وجلال کے ساتھ یکے بعد دیگرے اُتر کر سابق فرشتوں کے قریب سلسلہ وار صف بستہ ہو جائیں گے اس کے بعد عرش معلّیٰ کے فرشتے نازل ہو کر سب کے آگے صف بستہ ہو جائیں گے پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام[1] کو صور کے پھونکنے کا حکم ہوگا جس کی آواز سنتے ہی تمام لوگ بیہوش ہو جائیں گے۔

مگر صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام جو تجلیاتِ الٰہی کو کوہ طور پر دیکھ کر بیہوش[2] ہو گئے تھے برداشت کر سکیں گے۔ پس حق تعالیٰ عرش پر جلوہ فرما ہو کر نزول فرمائے گا۔ اس عرش[3] کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے، اس کے اگلے حصہ کو اس مقام پر جہاں آجکل بیت المقدس میں صخرہ[3] معلق ہے رکھ دیں گے، اس عرش کے سایہ کے نیچے حدیث[4] کی رو سے سات گروہوں کو جگہ دی جائے گی (۱) عادل بادشاہ (۲) نوجوان عابد (۳) وہ شخص جو محض ذکر الٰہی اور نماز کی غرض سے ہمیشہ مسجد سے دل لگائے رکھے (۴) وہ شخص جو خلوت[5] وتنہائی میں شوق وخوف الٰہی کی وجہ سے تضرّع وزاری کرے (۵) وہ شخص جو خالصاً لوجہ اللہ ایک دوسرے سے محبت کرے اور ظاہر وباطن میں یکساں ہو (۶) وہ شخص جو خیرات اس طرح کرے کہ سوائے خدا کے اور اس کے، کوئی نہ جانے (۷) وہ شخص جس کو زن حسینہ وجمیلہ وصاحب ثروت بغرض فعل بد طلب کرے اور وہ محض خوف الٰہی کیوجہ سے باز رہے۔ بعض روایتوں میں ان کے علاوہ کچھ اور گروہوں کا بھی ذکر آیا ہے یہ واضح رہے کہ عرش کا سایہ ان گروہوں پر نہایت سخت گرمی وتیزیٔ آفتاب کی حالت میں ہوگا جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کیفیت نزول عرش بوجہ بیہوشی کے کسی کو معلوم نہ ہوگی اس کے بعد پھر اسرافیل[6] علیہ السلام کو صور پھونک نے کا حکم ہوگا۔

[1] قولہ تعالیٰ: وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ (سورہ زمر) ترجمہ اور سور پھونکا جائے گا، پس تمام آسمان اور زمین کے رہنے والے بیہوش ہو جائیں گے مگر وہ جس کو خدا چاہے (کہ بیہوش نہ ہو ۱۲)

[2] صحیح بخاری ومسلم شریف ۱۲، [3] قولہ تعالیٰ: وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ. ۱۲، ترجمہ: اور اُٹھائیں گے تخت تیرے رب کا اپنے اُوپر اس دن آٹھ شخص (حدیث میں ہے کہ اب عرش عظیم کو چار فرشتے اُٹھائے ہوئے ہیں) قیامت کو آٹھ فرشتے اٹھائیں گے (کذافی الدر مرفوعا) [4] صحیح بخاری ومسلم شریف ۱۲، [5] صحیح بخاری ومسلم شریف ۱۲، [6] قولہ تعالیٰ: ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ. ترجمہ: پھر پھونکا جائے دوسری بار، تو فوراً وہ کھڑے ہو جائیں گے ہر طرف دیکھتے ۱۲.

خدا کا اپنے بندوں سے ارشاد

جس کے سبب تمام لوگ ہوش میں آجائیں گے اور عالم غیب وشہود کے درمیان جو پردے آج تک حائل تھے اُٹھ جائیں گے اور فرشتوں، جن، اعمال، اقوال، بہشت، دوزخ، عرش، تجلیاتِ الٰہی وغیرہ سب کو لوگ دیکھ لیں گے۔ سب سے پہلے پیغمبر[1] خدا ﷺ ہوش میں آئیں گے اس کے بعد مرضی الٰہی کے موافق بالترتیب تمام لوگ ہوش میں آتے جائیں گے، اس وقت چاند، وسورج، کی روشنی بیکار ہوجائیگی۔ آسمان وزمین[2] خدا کے نور سے روشن ہوں گے، اول جو حکم خداوند کی طرف سے بندوں پر صادر ہوگا وہ یہ ہے کہ بندے خاموش کردے جائیں گے اس کے بعد یہ ارشاد ہوگا کہ اے بندو! عہد آدمؑ سے لیکر اختتام دنیا تک جو بھلی، بری، باتیں تم کرتے تھے میں سنتا تھا اور فرشتے ان کو لکھتے تھے۔ پس آج[3] تم پر کسی قسم کا جور وظلم نہ ہوگا بلکہ تمہارے اعمال تم کو دکھا کر جزاء وسزاء دیجائے گی، جو شخص اپنے اعمال کو نیک پائے اس کو چاہئے کہ خدا کا شکر کرے جو اپنے اعمال کو بری صورت میں پائے وہ اپنے تئیں ملامت کرے[4] اس کے بعد جنت و[5] دوزخ کے حاضر کرنے کا حکم ہوگا تا کہ لوگ ان کی حقیقت کا معائنہ کرلیں۔

جنت ودوزخ کے حاضر کرنے کا حکم

پس جنت کو تجلیات سے آراستہ وپیراستہ کر کے حاضر کردیا جائے گا اور دوزخ بھی اس حالت میں کہ اس میں سے آگ کے شعلے وچنگاریاں بڑے بڑے محلوں کی مقدار میں اونٹوں کی قطار کے مانند پے در[6] پے اُٹھتی ہوں گی اور نہایت مُہیب (ڈراونی

[1] (صحیح بخاری ومسلم شریف۱۲) [2] قولہ تعالیٰ: وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا، ترجمہ: زمین خدا کے نور سے روشن ہو جائیگی۔ [3] وَقُضِيَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡحَقِّ وَهُمۡ لَايُظۡلَمُوۡنَ. (ترجمہ) ان کے درمیان انسان کے ساتھ فیصلہ کردیا جائیگا۱۲) [4] قولہ تعالیٰ: وَاِذَا الۡجَنَّةُ اُزۡلِفَتۡ. ترجمہ: اور جب بہشت پاس لائی جائے گی (اس سے پہلے والی آیت میں جہنم کا ذکر ہے مطلب یہ ہے کہ دوزخ بڑے زور وشور کے ساتھ دہکائی جائے اور جنت متقیوں کے نزدیک کردیجائے جس کی رونق وبہار دیکھنے سے عجیب مسرت وفرحت حاصل ہو۱۲) [5] وَجِيۡٓءَ يَوۡمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ، ترجمہ: اور لائی جائے اُس دن دوزخ (یعنی لاکھوں فرشتے اُس کی جگہ سے کھینچ کر محشر والوں کے سامنے لائیں گے۔۱۲) [6] قولہ تعالیٰ: انها ترمی بشرر کا القصر کانه جمالة صفر. ۱۲.

ہیبت ناک) آوازوں کے ساتھ خدا کی تسبیح، جن، وانس، اور بتوں کو اپنے لئے بطور غذا طلب کرتی ہوئی جن کو سنکر لوگ لرز جائیں گے اور ڈر کے مارے زانوں کے بل گر پڑیں گے حاضر کردیجائے گی، اس دن اگر کوئی شخص ستر پیغمبروں کے اعمال کے موافق بھی عمل رکھتا ہوگا تو بھی یہ کہے گا کہ آج کیلئے میں نے کچھ بھی تو نہیں کیا۔ دوزخ کی گرمی وبدبو اس قدر ہوگی کہ ستر سال کی مسافت تک پہونچتی ہوگی۔

روز قیامت کے احوال

اس وقت حکم ہوگا کہ دوزخیوں میں سے ایک ایسے شخص کو جس کے برابر دنیا میں کسی نے آسائش وراحت کی زندگی نہ اُٹھائی ہو اور ایک ایسے جنتی کو جس کے برابر تکالیف ومصائب دنیوی کسی نے نہ برداشت کی ہوں حاضر کرو۔ جب دونوں پیش کردے جائیں گے تو پھر ملائکہ کو حکم ہوگا کہ بہشتی کو بہشت کے دروازے پر اور دوزخی کو دوزخ کے دروازے پر تھوڑی، تھوڑی دیر کے لئے کھڑا کر کے واپس لے آؤ جب وہ دونوں میدان حشر میں واپس آئیں گے تو بہشتی سے پوچھا جائیگا کہ تو نے اپنی تمام عمر میں کبھی سختی بھی دیکھی ہے کہیگا کہ نہیں کیونکہ میرے رگ وریشہ میں اس قدر راحت وفرحت سما گئی ہے کہ کوئی سختی میرے خیال تک میں نہیں رہی پھر دوزخی سے سوال ہوگا کہو تو نے اپنی تمام عمر میں کبھی آرام بھی پایا تھا کہے گا کہ میرے روئیں روئیں میں اس قدر تکالیف، رنج والم، وبے آرامی سرایت کرگئی ہے کہ راحت کا خیال وہم بھی نہیں رہا، اس کے بعد اعمال ذی صورت بنا کر حاضر کردئے جائیں گے، نماز، روزہ، حج، زکاۃ، جہاد، عتاق، تلاوت، قرآن، ذکر الٰہی وغیرہ وغیرہ عرض کریں گے، خداوندا ہم حاضر ہیں سب کو حکم ہوگا کہ تم سب نیک اعمال ہو اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو، موقع پر تم سے دریافت ہوگا ان کے بعد اسلام حاضر ہوکر عرض کرے گا خداوندا تو سلام ہے، میں اسلام ہوں، حکم ہوگا قریب آ، کیونکہ آج تیری ہی وجہ سے لوگوں سے مواخذہ ہوگا اور تیرے ہی سبب سے درگذر کی جائے گی، لفظ اسلام سے مضمون کلمۂ توحید مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

اعمال ناموں کا ذکر

بعد ازاں ملائکہ کو حکم ہوگا کہ ہر ایک کے اعمال نامہ کو اس کے پاس بھیجد و پس ہر ایک کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں آجائے گا مومنین کے سامنے کے رُخ سے داہنے ہاتھ میں کفار کو پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں، جب ہر ایک اپنے اپنے اعمال نامہ کو دیکھے گا تو بموجب حکمِ خدا کے ایک ہی نظر میں اپنے نیک و بد اعمال کو ملاحظہ کرے گا، لیکن ہر ایک کی حالتِ اصلی اور مرتبہ کے اظہار کیلئے خداوند کی حکمت اس بات کی مقتضی ہوگی کہ ہر ایک سے اعمال کے متعلق سوال کیا جائے، اوّل کافروں سے توحید و شرک کے متعلق سوال ہوگا وہ جواب دیتے ہوئے شرک سے صاف انکار کردیں گے کہ ہم نے ہرگز شرک[1] نہیں کیا ان کے قائل کرنے کیلئے زمین کے اس قطعہ (حصّہ) کو جس پر وہ شرک کرتے تھے اور اس رات و دن اور مہینے کو جس میں وہ کفر کرتے تھے اور حضرت آدمؑ کو جن پر ان کی اولاد کے روزانہ افعال ظاہر کئے جاتے تھے اور ملائکہ کو جو ان کے افعال واقوال قلمبند کرتے تھے بطور گواہ بلایا جائے گا۔

کفار کا اپنے اعضاء پر طعنہ

مگر جب کمال انکار کی وجہ سے تمام مذکورہ بالا شہادتیں ان کیلئے مُسکت (چپ کرانیوالی) ثابت نہ ہونگی تو انکی زبانوں پر مہریں[2] کردی جائینگی تب انکا ہر ہر عضو اعمالِ سیۂ پر گویا (بولنے والا) ہو جائیگا شہادت ختم ہونے پر اوّلاً وہ اپنے اعضاء پر لعن[3] وطعن کرینگے کہ ہمنے جو کچھ کیا تھا تمہارے ہی لئے کیا، وہ جواب دینگے کہ ہم خدا کے حکم سے تمہاری تابعداری میں تھے اب اسکے حکم سے گویا ہوئے[4] بیشک تم ظالم تھے کیونکہ تم نے مالکِ حقیقی کی خلاف ورزی کر کے ہم کو بھی اپنے ساتھ مصیبت میں گرفتار کیا خدا نے جو ہم کو تمہارا مطیع و فرمانبردار بنایا تھا اس کا کچھ بھی تم نے شکریہ ادا نہیں کیا

[1] قولہ تعالیٰ: وَاللّٰہِ مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ: خدا کی قسم ہم مشرک نہیں تھے ۱۲، [2] قولہ تعالیٰ: اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. (یٰس) آج ہم مہر لگادینگے اُن کے منہ پر اور بولنے گے ہم سے ان کے ہاتھ اور بتلائیں گے ان کے پاؤں جو کچھ وہ کماتے تھے ۱۲، [3] قولہ تعالیٰ: وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا. (حم سجدہ) اور وہ کہیں گے اپنے چمڑوں کو تم نے کیوں بتلایا ہم کو ۱۲، [4] قولہ تعالیٰ: قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ. (حم سجدہ) وہ بولیں گے ہم کو بلوایا اللہ نے جس نے بلوایا ہے ہر چیز کو اور اسی نے بنایا تم کو پہلی بار اور اسی کی طرف پھیرے جاتے ہو ۱۲،

نہ ہماری تابعداری کی نہ اصلی غرض سمجھنے کی کوشش کی ہم تو سوائے سچ کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پس وہ لاچار ہو کر اپنے شرک وکفر بد[1] کا اقرار کرلیں گے اور ملزم قرار پائیں گے وہ طرح طرح کے عذر پیش کریں گے اوّل یہ کہیں گے کہ ہم احکامِ الٰہی کے جاننے سے بالکل بے خبر تھے۔

اقوام سابقہ پر اتمام حجت

خدا تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ میں نے پیغمبروں کو معجزات دیکر بھیجا انہوں نے میرے احکام کو نہایت امانت داری کے ساتھ پہونچایا تم نے کیوں غفلت کی اور احکام کو کیوں نہیں تسلیم کیا۔ جواب میں کہیں گے نہ تو ہمارے پاس کوئی پیغمبر آیا نہ کوئی حکم پہونچا۔ پس اول حضرت نوحؑ کو ان کی قوم کے سامنے پیش کیا جائے گا، آپ ارشاد فرمائیں گے کہ اے جھوٹو، اے حق سے منہ موڑنے والو! کیا تم کو یاد نہیں کہ میں نے تم کو ساڑھے نو سو[2] برس کی مدت دراز تک طرح طرح کے وعظ کر عذاب الٰہی سے ڈرایا، احکامِ الٰہی پہونچائے، کتنی محنت و کوشش کی، علانیہ[3] و پوشیدہ طور پر خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کے اثبات میں کس قدر کوشش و جانفشانی کی، کھلی دلیلوں اور معجزوں سے ان کو ثابت کیا، کیا تمہیں یاد نہیں کہ فلاں مجلس میں میں نے تم سے اس طرح کہا تھا، اور تم نے ایسا جواب دیا تھا، اس طرح اپنی تبلیغ اور ان کے انکار کے دیگر قصص یاد دلائیں گے، وہ صاف مکر جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو تمہیں جانتے بھی نہیں اور نہ کبھی تم سے کوئی خدائی حکم سنا، اس پر خداوند کریم ارشاد فرمائیگا: اے نوحؑ! اپنی تبلیغ رسالت کے گواہ پیش کر، آپ عرض کریں گے میرے گواہ امت محمدیہ[4]، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پس امت کے علماء، صدیقین اور شہداء حاضر کردئے

[1] قولہ تعالیٰ: فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ. (ملک) سو قائل ہوگئے اپنے گناہ کے اب دفع ہو جائیں دوزخ والے ۱۲، [2] صحیح بخاری و صحیح مسلم قولہ تعالیٰ: فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا. پس وہ اپنی قوم میں پچاس برس کم ایک ہزار سال تک رہے، حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کل چودہ سو برس کی تھی جن میں سے ساڑھے نو سو برس وعظ میں صرف ہوئے ۱۲، [3] قولہ تعالیٰ: اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا. (نوح) پھر میں نے اُن کو کھول کر کہا اور چھپ کر کہا چکے سے۔ [4] قولہ تعالیٰ: لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ. تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر ۱۲۔

جائیں گے۔ وہ عرض کرینگے ہاں ہم ان کے گواہ ہیں بیشک تو نے ان کو رسول بنا کر تبلیغ احکام کے لئے اس قوم کے پاس بھیجا تھا ہماری دلیل " وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحاً اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَاماً فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانَ " الخ. امت نوح کے کافر کہیں گے کہ نہ تم ہمارے زمانے میں تھے نہ تم نے ہماری حالت دیکھی، نہ ہماری گفتگو سنی، پھر تمہاری شہادت ہمارے مقدمہ میں کیوں کر قابل سماعت ہو سکتی ہے، اس پر حضور[1] صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے کہ جو کچھ میری امت نے کہا وہ بالکل بجا و درست ہے کیونکہ ان کو اس حقیقت حال کا ثبوت دنیا میں بذریعہ وحی الٰہی پہونچا ہے، جو معائنہ و مشاہدے سے کہیں قوی ہے، تب جا کر یہ کافر خاموش ہو کر ملزم قرار پائیں گے، ان کے بعد اس طرح حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی امتیں بالترتیب مقابلہ و مباحثہ کر کے بالآخر قائل ہو جائیں گی اور ملزم قرار پائیں گی، اس کے بعد عذر و معذرت کرتے ہوئے کہیں گے: اے خداوند! فی الواقع ہم نے نہیں سمجھا خطاوار گنہگار ہیں لیکن ان تمام خرابیوں کے باعث اور لوگ تھے، پس ہمارے عذاب کو ان کی گردنوں پر رکھ اور ہم کو دنیا میں واپس بھیج دے تا کہ وہاں تیرے احکام کو قبول کر کے نیک عمل کریں، بارگاہِ ایزدی سے جواباً ارشاد ہوگا کہ تمہارا عذر قابل سماعت نہیں، جو سمجھانے کا حق تھا وہ ادا ہو چکا، تم کو ہم نے مدت دراز[2] تک فرصت دی تھی، اب دنیا میں واپس جانا ناممکن ہے، پس ان کے جو کچھ نیک اعمال ہوں گے۔ وہ نیست[3] و نابود کر دئے جائیں گے اور اعمالِ بد کو برقرار رکھا جاوئے گا، کیونکہ انہوں نے اپنے زعم میں جو کچھ نیک اعمال بتوں کے لئے کئے تھے وہ بارگاہِ خداوندی میں مقبول نہیں، ماسوا ان کے جو کچھ انہوں نے خدا کے لئے کئے تھے ان کا بسبب جہالت معرفت و مخالفت احکام الٰہی دنیا ہی میں صلہ دیدیا گیا اس لئے آخرت میں جزا کے مستحق نہ رہے۔

[1] قوله تعالٰی : وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا . اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا ۱۲، [2] قوله تعالٰی : اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَ كُمُ النَّذِيْرُ. (فاطر) کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو اتنی کہ جس میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور پہونچا تمہارے پاس ڈرانے والا یعنی پیغمبر (پس یہ لیت و لعل کیسی ۱۲) [3] قوله تعالٰی : وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا. (فرقان) اور ہم پہونچے ان کے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے پھر ہم نے کر ڈالا اس کو خاک اُڑتی ہوئی ۱۲،

حضرت آدم علیہ السلام و تقسیم

پس حضرت آدم[1] علیہ اسلام کو حکم ہوگا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخیوں کا گروہ علیحدہ کر دو، آپ عرض کریں گے: کس حساب سے؟ ارشاد باری ہوگا کہ: فی ہزار ایک آدمی جنت کے لئے اور نو سو ننانوے دوزخ کے واسطے۔

مشرکین کو اپنے معبودوں سے طلب جزا کا حکم

اس وقت لوگوں میں اس قدر رہل چل ہوگی کہ بیان سے باہر ہے پھر حکم ہوگا کہ جس جس شخص نے عمل کیا ہے وہ اپنے اپنے معبود سے خود جا کر طالبِ جزا ہو، پس جس وقت وہ اپنے اپنے معبودوں[2] کی جستجو میں ہوں گے تو بت پرستوں کے واسطے وہ شیاطین جو بتوں سے تعلق رکھ کر بت پرستی و سرکشی کے باعث بنے تھے اور خواب و بیداری میں نئے نئے کرشمے دکھاتے تھے سامنے آجائیں گے اور جو جماعتیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام و ملائکہ و دیگر انبیاء و اولیاء کو پوجتی تھیں چونکہ یہ صالحین ان کے اعمال بد سے بیزار تھے اور در حقیقت ان کی گمراہی کے باعث بھی شیاطین ہی تھے، لہٰذا وہی شیاطین ان کے سامنے آجائیں گے پس جو فرشتے انتظام پر مامور ہوں گے وہ ان سے دریافت کریں گے: کیا تمہارے معبود یہی ہیں؟ وہ اپنے پورے یقین کے ساتھ بوجہ اس مناسبت معنوی کے جو ان کو بتوں کے ساتھ تھی کہیں گے در حقیقت ہمارے معبود یہی ہیں، ملائکہ ان سے کہیں گے کہ: انہی کے ساتھ چلے جاؤ تا کہ تم کو تمہارے اعمال کی جزا و سزا تک پہونچا دیں۔ پس یہ لوگ پیاس کی شدت کی وجہ سے اپنے معبودوں سے پانی طلب کرینگے اس پر ان کیلئے سراب یعنی چمکتا ہوا ریت نمودار ہو جائیگا۔ وہ اس کو پانی سمجھ کر دوڑیں گے پہونچنے پر ان کو معلوم ہوگا کہ وہ تو آگ ہے جو بڑی لپٹوں سے انکو اپنی طرف کھینچتی ہے اس وقت دوزخ میں سے لمبی لمبی گردنیں نکلیں گی جو دانوں کی طرح ان کو چن چن کر دوزخ مین ڈال دیں گی۔

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف ۱۲، [2] قوله تعالٰی: وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ، وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِيْنَ. (احناف) اور اُس سے زیادہ گمراہ کن کون جو پکار لیے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہونچے اُس کی پکار کو دن قیامت تک اور اُن کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی، اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے دشمن اور ہوں گے اُن کے پوجنے سے منکر ۱۲۔

ابلیس کا اہل جہنم سے خطاب

جب کفار آگ میں اکٹھا ہو جائیں گے تو شیطان[1] آگ کے منبر پر چڑھ کر سب کو اپنی طرف بُلائے گا وہ اس گمان سے کہ یہ ہمارا سردار ہے کسی نہ کسی مکر وحیلہ سے ہم کو نجات دلائے گا اس کے پاس آ جائیں گے، پس شیطان[2] کہے گا کہ: خدا کے تمام احکام بجا و دُرست تھے، میں تمہارا اور تمہارے باپ کا دشمن تھا مگر یہ یاد رہے کہ تم میں سے کسی کو زبردستی سے اپنی طرف نہیں کھینچا تھا البتہ بُرے کاموں کی ترغیب دی، تم نے بسبب کم عقلی وخام طبعی کے میرے وسوسوں کو سچا جان کر اختیار کر لیا، پس اس وقت اپنے آپ پر ہی ملامت کرو نہ کہ مجھ پر، علاوہ ازیں مجھ سے کسی قسم کی نجات وخلاصی دلانے کی امید نہ رکھو، اس یاس وناامیدی کے جواب کو سنکر آپس میں لعن وطعن کرنے لگیں گے، تابع ومتبوع سب یہ چاہیں گے کہ اپنے وبال کو دوسرے پر ڈال کر خود سبکدوش ہو جائیں، مگر یہ خیال محال وبے سود ہوگا، اور قہر کے فرشتے ان کو کشاں کشاں اس مقام تک پہونچا دیں گے جو ان کے اعمال وعقائد سے مناسبت رکھتا ہوگا، دوزخ کی آگ یہاں کی آگ سے ستر حصہ زیادہ[3] گرم ہے، اس کا رنگ شروع میں سفید تھا، پھر[4] ہزار برس بعد سرخ ہو گیا، اب سیاہ ہے، اس کے سات طبقے ہیں[5]، ہر ایک میں ایک بڑا پھاٹک ہے، اول طبقہ گنہگار مسلمانوں اوران کفار کے لئے جو باوجود شرک کے پیغمبروں کی حمایت کرتے تھے "مخصوص" ہے، دیگر طبقات مشرکین، آتش پرست، دہریئے، یہودی، نصاریٰ اور منافقین کیلئے مقرر ہیں۔

---

[1] تفسیر معالم التنزیل میں مقاتل سے روایت ہے کہ دوزخ میں ابلیس کے لئے ایک منبر رکھا جائے گا جس پر وہ کھڑا ہوگا ۱۲، [2] قولہ تعالیٰ: وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ، وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ، فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْا اَنْفُسَكُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ. (ابراھیم) اور بولا شیطان جب فیصل ہو چکا سب کام بیشک اللہ نے تم کو دیا تھا سچا وعدہ اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے تم کو بلایا پھر تم نے مان لیا میری بات کو سو الزام نہ دو مجھ کو اور الزام دو اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہونچوں نہ تم میری فریاد کو پہونچو، میں منکر ہوں جو تم نے مجھ کو شریک بنایا تھا اس سے پہلے، البتہ جو ظالم ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے ۱۲، [3] صحیح بخاری ومسلم شریف، [4] جامع ترمذی ومشکوٰۃ، مگر ان میں سرخی کو سفیدی پر مقدم رکھا ہے ۱۲، [5] قولہ تعالیٰ: لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ (حجر) اسکے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے واسطے ان میں سے ایک فرقہ ہے بٹا ہوا، معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ سات دروازوں سے سات طبقے مراد ہیں، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: سات دروازے اوپر تلے ۱۲)

طبقات جہنم

ان طبقوں کے نام[1] یہ ہیں: (۱) جہنم (۲) جحیم (۳) سعیر (۴) سقر (۵) لظی (۶) ہاویہ (۷) حُطَمَہ، ان طبقات میں سے ہر ایک میں نہایت وسعت، قسم قسم کے عذاب اور رنگ برنگ کے مکانات ہیں۔

دوزخیوں کی غذائیں اوران کی سخت سزائیں

مثلاً ایک مکان ہے جس کا نام غی[2] ہے جس کی سختی سے باقی دوزخ بھی ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے، ایک اور مکان ہے جس میں بے انتہا سردی ہے جس کو زمہریر کہتے ہیں، اور ایک مکان ہے جس کو جُبُّ الحزن یعنی غم کا کنواں کہتے ہیں، اور ایک کنواں ہے جس کو طینۃ الخبال یعنی زہر کی کیچڑ کہتے ہیں، ایک پہاڑ ہے جس کو صعود[3] کہتے ہیں اس کی بلندی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے جس پر کفاروں کو چڑھا کر نار دوزخ کی تہہ میں پھینکا جائے گا، ایک تالاب ہے جس کا نام آب حمیم ہے پانی اس کا اتنا گرم ہے کہ لبوں تک پہونچنے سے اوپر کا ہونٹ اس قدر سوج جاتا ہے کہ ناک اور آنکھیں تک ڈھک جاتی ہیں اور نیچے کا لب سوج کر سینے وناف تک پہونچتا ہے زبان جل جاتی ہے اور منہ تنگ ہو جاتا ہے حلق سے نیچے اترتے ہی پھیپھڑے معدے اور انتڑیوں[4] کو پھاڑ دیتا ہے، ایک اور تالاب ہے جس کو غسّاق[5] کہتے ہیں

---

(۱) ان طبقوں کے نام قرآن مجید میں جابجا مذکور ہیں ۱۲ (۲) قولہ تعالیٰ: فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا. سو آگے دیکھ لیں گے گمراہی کو یعنی جہنمیوں میں بعض کو جہنم کی اُس بدترین وادی میں دھکیلا جائے گا جس کا نام ہی "غی" ہے۔ (۳) قولہ تعالیٰ: سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا. اب اس سے چڑھواؤں گا بڑی چڑھائی یعنی ابھی اس کو بہت بڑی چڑھائی چڑھنا ہے اور سخت ترین مصائب میں گرفتار ہونا ہے بعض روایات میں ہے کہ "صعود" دوزخ میں ایک پہاڑ ہے جس پر کافر کو ہمیشہ چڑھائیں گے اور گرائیں گے۔ (۴) قولہ تعالیٰ: يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ. کھولتا ہے پیٹوں میں جیسے کھولتا پانی (۵) قولہ تعالیٰ: اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا جَزَآءً وِّفَاقًا. مگر گرم پانی اور بہتی پیپ بدلہ ہے پورا یعنی نہ ٹھنڈک کی راحت پائیں گے، نہ کوئی خوشگوار چیز پینے کو ملے گی، ہاں گرم پانی ملے گا سوزش سے منہ جھلس جائیں گے اور آنتیں کٹ کر پیٹ سے باہر آ پڑیں گی اور دوسری چیز پینے کی پیپ ملے گا جو دوزخیوں کے زخموں سے نکل کر بہے گا۔

اس میں کافروں کا پسینہ، پیپ اور لہو بہہ کر جمع ہوتا ہے، ایک چشمہ ہے جس کا نام غسلین[1] ہے اس میں کفاروں کا میل کچیل جمع ہوتا ہے، اس قسم کے اور بھی بہت سے خوفناک مکانات ہیں اہل دوزخ کے بہت چوڑے، چکلے جسم بنادیئے جائیں گے تا کہ سختیٔ عذاب زیادہ ہو اور ان کے ہر ایک رگ وریشہ کو ظاہراً وباطناً طرح طرح کے عذاب پہونچائیں گے، مثلاً جلانا، کچلنا، سانپ وبچھوؤں کا کاٹنا، کانٹوں کا چبھونا، کھال کا چیرنا، مکھیوں کو زخم پر بٹھانا، وغیرہ وغیرہ۔ بسبب شدت گرمی آگ کے پہونچتے ہی ان کے جسم جل کر نئے جسم پیدا ہو جایا کریں گے یہاں تک کہ ایک گھڑی میں سات سو جسم بدلتے رہیں گے۔ مگر یہ واضح رہے کہ جسم کے اصلی اجزاء برقرار رہیں گے صرف گوشت وپوشت جل کر دوبارہ پیدا ہوتا رہے گا اور غم وحسرت[2] ناامیدی خلل شکم وغیرہ تکلیفات بقدر جسامت برداشت کریں گے، بعض کافروں کی کھال بیالیس بیالیس گز موٹی ہوگی۔ دانت[3] پہاڑوں[4] کی مانند۔ بیٹھنے میں تین تین منزل[5] کی مسافت کے برابر جگہ گھیریں گے۔

مدت دراز کے بعد سوائے دیگر عذاب کے بھوک[6] کا عذاب اس قدر سخت کر دیا جائے گا کہ جو تمام عذابوں کے مجموعہ کے برابر ہوگا آخر کار نہایت بے چین وبے قرار ہو کر غذا طلب کریں گے، حکم ہوگا کہ درخت زقوم[7] کے پھل جو نہایت تلخ، خاردار اور سخت ہے اور جحیم کی تہہ

(۱) قولہ تعالیٰ : اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ، لَّایَاْکُلُہٗ، اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ. (الحاقۃ : ۳۶–۳۷) مگر زخموں کا دھوون کوئی نہ کھائے اس کو مگر وہی گنہگار کھانے سے بھی انسان کو قوت پہونچتی ہے مگر دوزخیوں کو کوئی ایسا مرغوب کھانا نہ ملے گا جو راحت وقوت کا سبب ہو، ہاں دوزخیوں کے زخموں کی پیپ دیجائے گی جسے ان گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھا سکتا اور وہ بھی بھوک وپیاس کی شدت میں غلطی سے یہ سمجھ کر کھائیں گے کہ اس سے کچھ کام چلے گا، بعد کو ظاہر ہوگا کہ اس کا کھانا بھوک کے عذاب سے بڑا عذاب ہے۔ (اعاذنا اللہ من سائر انواع العذاب فی الدنیا والاخرۃ) (۲) قولہ تعالیٰ : کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْداً غَیْرَھَا لِیَذُوْقُوْا الْعَذَابَ. ۱۲ جس وقت جل جائے گی کھال اُن کی تو ہم بدل دیں گے ان کو اور کھال تا کہ چکھتے رہیں عذاب۔ (۳) یہ مضمون متفرق آیتوں اور حدیثوں میں آیا ہے۔ (۴) ترمذی میں آیا ہے کہ ان کے بیٹھنے کی جگہ میں اتنی مسافت ہوگی جتنی مکہ معظمہ ومدینہ میں ہے، اور مسلم شریف میں ہے کہ ان کے دونوں شانوں کے درمیان تین روز کی راہ کا فاصلہ ہوگا۔ (۵) یہ حدیث آخر تک ترمذی شریف میں ہے۔ (۶) قولہ تعالیٰ : اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِیْمِ. مقرر درخت سینڈ کا کھانا ہے گنہگار کا۔ (۷) قولہ تعالیٰ : وَطَعَامًا ذَاغُصَّۃٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا. اور کھانا گلے میں اٹکنے والا اور عذاب دردناک۔

میں پیدا ہوتا ہے ان کو کھانے کو دیدو جب اس کو کھانا شروع کریں گے تو گلے میں پھنس جائیگا۔ پس کہیں گے کہ دنیا میں جب ہمارے گلوں میں لقمہ اٹک جاتا تھا تو پانی سے نگل لیا کرتے تھے۔ لہٰذا طالبِ آب ہوں گے۔ حکم ہوگا کہ جحیم میں سے پانی پلا دو، پانی منہ تک پہونچتے ہی ہونٹ جل کر اتنے سوج جائیں گے کہ پیشانی وسینہ تک پہونچ جائیں گے، زبان سکڑ جائے گی، حلق ٹکرے ٹکرے ہو جائے گا، انتڑیاں پھٹ کر پاخانہ کے راستہ سے نکل پڑیں گی۔ اسی حالت سے بے قرار ہو کر سردارِ[1] جہنم کے سامنے آہ وزاری کریں گے کہ ہم کو تو مار دے تا کہ ان مصائب سے نجات پالیں، ہزار سال کے بعد وہ جواب دے گا کہ تم تو ہمیشہ اسی[2] میں رہوگے، پھر ہزار سال کے بعد خداوند کریم سے دعا کریں گے اے خداوند قدوس! ہماری جان لے لے اور اپنی رحمت سے اس عذاب سے نجات دیدے، ہزار سال کے بعد بارگاہ ایزدی سے جواباً ارشاد ہوگا خبردار خاموش رہو[3] ہم سے استدعا نہ کرو تم کو یہاں سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔ آخر کار مجبور ہو کر کہیں گے آؤ بھائی صبر کرو، صبر کا پھل اچھا ہوتا ہے اور خداوند کریم کو ہزار سال تضرع وزاری کے ساتھ یاد کریں گے، آخر بالکل ناامید ہو کر کہیں گے بے قراری وصبر ہمارے[4] حق میں برابر ہے کسی طرح شکلِ نجات نظر نہیں آتی، ان کو سر[5] کے بل کھڑا کیا جائے گا، ان کے جسم مسخ ہو کر کتوں، گدھوں، بھیڑیوں، بندروں، سانپوں، اور دیگر حیوانات وغیرہ وغیرہ کی شکل میں ہو جائیں گے، دنیا میں جو لوگ تکبر کرتے ہیں ان کو میدان حشر میں لٹا کر پاؤں سے روندا جائے گا، یہ کفاروں کی حالت کا بیان ہے میدان محشر میں مسلمانوں کی حالت حسب مراتب گوناگوں ہوگی، ایک جماعت جو خالصاً لوجہ[6] اللہ ایک دوسرے سے ملاقات ومحبت

(۱) قولہ تعالیٰ : وَنَادَوْ یَا مَالِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ. اور پکاریں گے اے مالک! کہیں ہم پر فیصل کر چکے تیرا رب۔ تشریح: ''مالک'' نام ہے فرشتہ کا جو دوزخ کا داروغہ ہے، دوزخی اُس کو پکاریں گے کہ ہم نہ ہی مرتے ہیں نہ چھوٹتے ہیں اپنے رب سے کہہ کہ ایک دفعہ عذاب دیکر ہمارا کام تمام کر دے، گویا نجات سے مایوس ہو کر موت کی تمنا کریں گے۔ (۲) قولہ تعالیٰ: اِنَّکُمْ مَّاکِثُوْنَ. یعنی چلانے سے کوئی فائدہ نہیں تم کو اسی حالت میں ہمیشہ رہنا ہے۔ کہتے ہیں دوزخی ہزار برس چلائیں گے وہ یہ جواب دے گا۔ (۳) قولہ تعالیٰ: قَالَ اخْسَئُوْ فِیْھَا وَلَاتُکَلِّمُوْنَ. فرمایا پڑے رہو پھٹکارے ہوئے اس میں اور مجھ سے نہ لولو۔ (۴) قولہ تعالیٰ : سَوَآءٌ عَلَیْنَا اَجَزِعْنَا اَمْ صَبَرْ مَالَنَا مِنْ مَحِیْص. رب برابر ہے ہمارے حق میں ہم بے قراری یا صبر کریں ہم کو نہیں خلاصی۔ (۵) قولہ تعالیٰ : اُحْشُرُوْا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ. جمع کرو گنہگاروں کو اور اُن کے جوڑوں کو۔ (۶) صحیح بخاری ومسلم وترمذی۔ ۱۲

وجدائی وفراق کرتی تھی خدا کے دائیں طرف نور کے ممبروں پر ہوگی اور بعض کو جو توکل کے زیور سے آراستہ تھے اور مہمات دین ودنیا (اہم مسائل) کو نہایت راستی سے انجام دیتے تھے ان کے چہروں کو چودھویں رات کے مانند بنا کر بے حساب وکتاب جنت کے لئے جدا کر دیا جائے گا۔

اور وہ لوگ بھی جو ترکِ دنیا کر کے اعلائے کلمۂ توحید میں شب وروز کوشاں تھے بے حساب وکتاب جنت کے لئے علاحدہ کر دئے جائیں گے اور ان لوگوں کو بھی جو راتوں میں نہایت ادب وحضور قلب سے ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے سادات الناس کا خطاب دیکر بے حساب وکتاب جنت کے لئے جدا کر دیا جائے گا اس کے بعد وہ جماعت جو ظاہراً وباطناً ہمیشہ ذکر، طاعتِ الٰہی میں مصروف رہتی تھی اور سختی وآسائش کی حالت میں یکساں حمد الٰہی کرتی تھی اشرف الناس کے خطاب سے ملقب کی جائے گی، باقی ماندہ مسلمان ومنافقین مختلف گروہوں پر تقسیم کردیئے جائیں گے مثلاً نمازی نمازیوں میں، روزہ دار روزے داروں میں، حاجی حاجیوں میں، سخی سخیوں میں، مجاہد مجاہدین میں، منکسر المزاج اہل تواضع میں، محسنین وخوش اخلاق اپنی جنس میں، اہل ذکر وظیفہ گزار اہل خوف وترحم، عادل ومنصف اہلِ شہادت اہلِ صدق ووفاء، علماء راسخین زہاد، عوام کاالانعام حکام ظالم خونی وقاتل، زانی دروغ گو، چور، رہزن، ماں باپ کو تکلیف دینے والے، سود خوار[1]، رشوت خور، حقوق العباد کو تلف کرنے والے، یتیموں وبے کسوں کے مال کھانے والے، زکوٰۃ[1] نہ دینے والے، نماز نہ پڑھنے والے، امانت میں خیانت کرنے والے، عہد کے توڑنے والے وغیرہ وغیرہ مختلف گروہوں میں منقسم ہوکر اپنی جنس میں جاملیں گے، پھر ان گروہوں میں سے وہ لوگ جو مذکورہ صفات میں سے دو، تین یا چار یا اس سے زیادہ اوصاف رکھتے ہوں گے جدا کر کے الگ الگ گروہوں میں تقسیم کر دئے جائیں گے، مویشیوں کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کو میدان حشر میں پشت کے بل لٹا کر جانوروں کو حکم ہوگا کہ ان پر سے گزر کر پائمال کردو، پس وہ بار بار گزر کر ان کو روندتے رہیں گے، سود خوروں[2] کے پیٹوں کو پھلا کر ان میں سانپ[3] بچھو بھر دیئے جائیں گے اور آسیب زدہ حالت میں ہوں گے، مصوّروں[4] کو یہ عذاب دیا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں روح ڈالیں۔

(۱) صحیح بخاری شریف، (۲) امام احمد وابن ماجہ شریف، (۳) صحیح بخاری شریف، (۴) صحیح بخاری شریف۔۱۲

جھوٹا خواب بیان کرنے والوں کو مجبور[1] کیا جائے گا کہ دو جو کے دانوں میں گرہ لگائیں، چغل خوروں کے کانوں[2] میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا، اسی طرح بعض فاسقین پر سرزنش ومواخذہ ہوگا، جس وقت میدان محشر کافروں سے بالکل خالی ہوجائے گا۔

خداوند کریم کی اہل ایمان پر تجلی

جب ہر ملت وہر زمانے کے مسلمان میدانِ حشر میں ایک جگہ جمع ہو جائیں گے، تو خداوند قدوس ان پر ظاہر[3] ہوکر فرمائے گا: اے لوگو! تمام مذہب وادیان کے لوگ اپنی جگہ چلے گئے تم کیوں اب یہاں ہو، وہ عرض کریں گے کہ: وہ تو اپنے معبودوں کے ساتھ چلے گئے۔ ارشاد باری ہوگا کہ: میں ہوں تمہارا معبود، آؤ میرے ساتھ چلو۔ لیکن چونکہ آدمی اس صورت کو پہچان نہ پائیں گے کہ یہ خدا کی تجلی ہے، کہیں گے کہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں تو ہمارا معبود نہیں ہے، خداوند افرمائے گا: کیا تم نے اپنے معبود کو دیکھا ہے، وہ کہیں گے: ہماری کیا طاقت تھی کہ ہم اس کو دیکھ سکتے، پھر خداوند قدوس ارشاد فرمائے گا: تمہارے علم میں کوئی ایسی نشانی ہے جس کے ذریعہ اس کو پہچان سکو، وہ کہیں گے: ہاں۔ بس وہ تجلی پوشیدہ ہوکر دوسری تجلی نمایاں ہوگی جس کی پنڈلی[4] سے پردہ اٹھے گا اس کو دیکھتے ہی سب[5] کہیں گے کہ تو ہی ہمارا پروردگار ہے اور سب سر بسجود ہو جائیں گے مگر منافقین بجائے سجدہ کرنے کے پشت کے بل گریں گے، حکم ہوگا کہ دوزخ وجنت کو میدان حشر کے درمیان رکھو۔

اعمال کا حساب

اس کے بعد اعمال کا حساب میدان حشر میں لیا جائے گا، عقائد کے بعد سب سے پہلے نماز کا حساب اس طور پر لیا جائے گا کہ اپنی تمام عمر میں کتنی نمازیں اس نے پڑھی ہیں اور

(۱) صحیح بخاری شریف، (۲) صحیح بخاری شریف، (۳) صحیح بخاری شریف، (۴) قولہ تعالیٰ: یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ. (سورۂ قلم: ۴۲) جس دن کہ کھولی جائے گی پنڈلی اور وہ بلائے جائیں گے سجدہ کرنے کو، پھر نہ کرسکیں۔ (۵) امام احمد وابوداؤد شریف ۱۲

کتنی اس کے ذمہ واجب ہیں اور ارکان وآداب ظاہری و باطنی کا اس نے کتنا خیال رکھا اور کس قدر نوافل پڑھے ہیں اور اگر اس سے فرائض ترک ہوئے ہیں تو ایک فرض کے عوض میں ستر نوافل قائم ہوسکیں گے، نماز انسانی صورت میں حاضر ہوجائے گی، جو نمازیں بلا خشوع وخضوع وذکر الٰہی ودرود وظائف پڑھی گئی ہوں گی وہ بے دست و پا ہوں گی اور جن نمازوں میں ان امور مذکورہ کا لحاظ رکھا گیا ہوگا وہ نہایت ہی آراستہ وپیراستہ ہوں گی، اس کے بعد دیگر عبادات بدنی کا بھی مثلاً روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد کا اسی طور پر حساب وکتاب ہوگا۔ نیز زہد حرص دینی علوم، خون، زخم، اکل وشرب، ناجائز خرید وفروخت، حقوق العباد وغیرہ وغیرہ کا حساب ہوگا، ظالموں سے مظلوموں کو اس طور سے بدلا دلایا جائے گا کہ اگر ظالم نے نیکیاں کی ہیں تو اس کے ظلم کے مطابق اس کی نیکیاں مظلوموں کو دلوائی جائیں گی، اور اگر نیکیاں نہیں کی ہیں تو مظلوم کے گناہ ظلم کے بقدر ظالم کی گردن پر ڈالے جائیں گے، البتہ ظالموں کا ایمان وعقیدہ نہ دیا جائیگا بعض ایسے عالی ہمت بھی ہوں گے کہ خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے اپنی نیکیوں کو بغیر کسی عوض کے دوسروں کو بخش دیں گے۔

اعمال کے تولنے کا ذکر

ایک روایت میں آیا ہے کہ دو آدمی مقام میزان میں اس قسم کے حاضر ہوں گے کہ ایک کی نیکیاں وبرائیاں برابر ہوں گی، دوسرا ایسا ہوگا کہ جس کے پاس صرف ایک نیکی ہوگی، پہلے والے کو حکم ہوگا کہ تو کہیں سے ایک نیکی مانگ لا تو تیری نیکیوں کا پلڑا بڑھ جائے گا اور تو جنت کا مستحق ہوجائے گا، وہ بے چارہ غم کا مارا تمام لوگوں سے استدعا کرے گا مگر کہیں سے کامیابی نہ ہوگی آخر مجبوراً واپس آجائے گا، جب دوسرے والے کو یہ حال معلوم ہوجائے گا تو کہے گا کہ: بھائی! میری تو صرف ایک ہی نیکی ہے اور باوجود اتنی خوبیوں کے تجھ کو ایک نیکی بھی کسی نے نہیں دی، بھلا مجھ کو کون دے گا، لے یہ ایک نیکی بھی تو ہی لے لے تاکہ تیرا کام تو بن جائے،

میرا اللہ مالک ہے، خداوند کریم اپنے بے انتہا فضل وکرم سے ارشاد فرمائے گا: ان دونوں کو جنت میں لے جاکر ایک درجہ میں چھوڑ دو، تمام چھوٹی وبڑی نیکیاں میزان میں داخل کردی جائیں گی لیکن ان کا وزن حسب عقیدہ ہوگا، یعنی جس قدر عقیدہ پختہ وخالص ہوگا اتنی ہی زیادہ وزنی ہوں گی، جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کی ننانوے[1] برائیاں ہوں گی اور صرف ایک نیکی اور یہ تولتے وقت بارگاہِ ایزدی میں عرض کرے گا: اے خداوند! میری اس نیکی کی اتنی بُرائیوں کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہے کہ تولی جائے جب میں دوزخ ہی کے لائق ہوں تو بغیر تولے مجھ کو بھیج دے، اس وقت ارشاد باری ہوگا کہ: ہم ظالم نہیں، یہ ضرور تولی جائے گی۔ چنانچہ جس وقت وہ بُرائیوں کے مقابلہ میں تولی جائے گی تو اس کا پلڑا جھک جائے گا اور وہ مستحقِ جنت قرار پائے گا (شاہ رفیع الدین صاحبؒ فرماتے ہیں) کہ میرے علم میں یہ نیکی شہادت فی سبیل اللہ ہے جو تمام عمر کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ واللہ اعلم۔ اگرچہ پل صراط اور میزان کے متعلق علماء کا اختلاف ہے مگر اظہر یہ ہے کہ میزان بہت سی ہوں گی۔ چنانچہ اس آیت کریمہ : وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ میں یہی مفہوم ہے۔ اسی طور سے یہ بھی قیاس میں آتا ہے کہ پل صراط بھی بہت سے ہوں گے خواہ ہر امت کے لئے یا ہر قوم کے لئے۔ واللہ اعلم۔ قبل اس کے کہ میدان محشر سے پل صراط پر گذرنے کا حکم ہو تمام میدان محشر میں اندھیرا چھا جائے گا۔ پس ہر امت[2] کو اپنے اپنے پیغمبروں کے ساتھ چلنے کا حکم ہوگا۔

اہل ایمان کو نور کی دو دو مشعلیں[3] عنایت ہوں گی، ایک آگے چلے گی دوسری دائیں جانب اور جو اُن سے کمتر ہوں گے اُن کو ایک ایک مشعل دی جائیگی اور جو ان سے کم ہوں گے انکے صرف پاؤں کے انگوٹھے کے آس پاس خفیف (ہلکی سی) روشنی ہوگی اور ان سے بھی جو گئے گذرے ہوں گے، ان کو ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی طرح روشنی دی جائے گی جو کبھی[4] بجھے گی اور کبھی روشن ہوگی،

(۱) یہ حدیث آخر تک ترمذی شریف میں ہے۔ (۲) قولہ تعالیٰ : يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ. جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ۔ (۳) قولہ تعالیٰ : يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ. (سورۃ حدید) دوڑتی ہوئی چلتی ہے ان کی روشنی اُن کے آگے اور ان کے داہنے۔ (۴) معالم التنزیل ۱۲

جومنافق ہوں گے وہ ذاتی نور سے بالکل خالی ہوں گے بلکہ دوسروں[1] کے نور کی مدد سے چلیں گے یہاں تک کہ جس وقت یہ سب لوگ دوزخ کے کنارے کے قریب جاپہونچیں گے تو دیکھیں گے کہ دوزخ کے اوپر پل صراط ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے، حکم ہوگا کہ اس پر ہوکر جنت میں چلو وہ پندرہ ہزار سال کی مسافت میں ہے جن میں سے پانچ ہزار سال تو اوپر چڑھنے کے اور پانچ ہزار بیچ میں چلنے کے اور پانچ ہزار اوپر سے نیچے اترنے کے ہیں، حاصل کلام جب میدان محشر سے پل صراط پر پہونچیں گے تو آواز ہوگی کہ اے لوگو! اپنی آنکھوں کو بند کرلو تاکہ فاطمہؓ بنت محمد ﷺ پل سے گذر جائیں، اس کے بعد بعض لوگ تو بجلی کی چمک[2] کی طرح، بعض ہوا، بعض گھوڑے، بعض اونٹ، بعض معمولی رفتار کی مانند پل صراط سے گذر جائیں گے، بعض لوگ نہایت محنت ومشقت کے ساتھ پل پر چلیں گے، اس وقت دوزخ میں سے بڑے بڑے تیتے نکلیں گے جو ان میں سے بعض کو تو چھوڑ دیں گے بعض کو کچھ کچھ کاٹیں گے اور بعض کو کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیں گے، اسی طرح سے رشتہ، امانتیں، لوگوں کے ساتھ ہوجائیں گی، پس جنہوں نے ان کی رعایت نہ کی ہوان کو دوزخ میں کھینچ کر ڈال دیں گے، اس وقت اعمال صالحہ مثلاً نماز، روزہ، اوراد وظائف وغیرہ لوگوں کے دستگیر (مددگار) ہوں گے اور خیرات آگ کے اور ان کے درمیان[3] حائل ہوجائے گی، قربانی سواری کا کام دیگی اور اس مقام کے ہول کی وجہ سے کسی کی آواز تک نہ نکلے گی، مگر پیغمبر امتوں[4] کے حق میں رب سلم سلم کہیں گے۔ جب مسلمان پل صراط پر چڑھ جائیں گے تو منافقین اندھیرے میں گرفتار ہوکر فریاد کریں[5] گے: بھائیو! ذرا ٹھہرنا تاکہ تمہارے نور کے طفیل سے ہم بھی چلے چلیں، وہ جواب

(قولہ تعالیٰ: يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا. (آیت ۱۳) جس دن کہیں گے دغاباز مرد اور عورتیں ایمان والوں سے ہمارا انتظار کرو ہم بھی روشنی لے لیں تمہارے نور سے، کوئی کہے گا لوٹ جاؤ پیچھے پھر ڈھونڈ لو روشنی۔ (۲) ترمذی ودارمی، (۳) صحیح بخاری شریف میں آیا ہے: اِتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْبِشِقِّ تَمْرَةٍ. بچو آگ (دوزخ) سے خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی سے ہو۔ (۴) صحیح بخاری ومسلم شریف. (۵) (قولہ تعالیٰ: فضرب بينهم بسورٍ لّه بابٌ باطنه فيه الرحمةُ وظاهره من قبله العذاب ينا دونهم الم نكن معكم قالوا بلىٰ ولكنكم فتنتم انفسكم وتربّصتُمْ وارتبتم وغرتكم الامانيُّ. (جیسا کہ سورۂ حدید کی آیت ۱۳ میں ارشاد خداوندی ہے، جس کا کچھ حصہ اوپر حوالہ نمبر ایک کے تحت گذر چکا ہے اس کے آگے یہ ہے:) پھر کھڑی کردی جائے گی ان کے بیچ میں ایک دیوار جس میں ہوگا دروازہ اُس کے اندر رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب، یہ ان کو پکاریں گے کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ وہ کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے بچلا دیا اپنے آپ کو اور راہ دیکھتے رہے اور دھوکے میں پڑے اور بہک گئے اپنے خیالوں پر۔

دیں گے ذرا پیچھے چلے جاؤ جہاں سے ہم نور لائے ہیں تم بھی وہیں سے لے آؤ۔ پس جب پیچھے جائیں گے تو وہاں بے انتہا تاریکی اور ہول دیکھیں گے۔ آخر نہایت بے قرار ہوکر واپس لوٹیں گے اور دیکھیں گے کہ پل صراط کے سرے پر ایک بہت بڑی دیوار قائم ہے اور دروازہ بند ہوگیا ہے۔ پس نہایت ہی گڑگڑا کر مسلمانوں کو پکاریں گے کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے جو اَب ہمیں چھوڑے چلے جاتے ہو، وہ جواب دیں گے کہ بے شک تم ہمارے ساتھ تو تھے لیکن بہ ظاہر اور دل میں شک وشبہ کرتے ہوئے ہمارے حق میں برائیاں اور کفاروں کی بھلائیاں چاہتے تھے، لہٰذا مناسب ہے کہ جن کا ساتھ دیتے تھے انہی سے جاملو۔ اسی اثناء میں آگ کے شعلے ان کو گھیر کر جہنم کے سب سے نیچے کے درجے میں پہونچادیں[1] گے۔

نبی کریم ﷺ کی شفاعت

وہ مسلمان جو بجلی وہوا کی رفتار کے موافق پل صراط پر سے گذریں گے وہ بھی پل کو پار کر کے کہیں گے کہ ہم نے تو سنا تھا کہ راستہ میں درزخ آئے گی، لیکن ہم نے تو دیکھا بھی نہیں اور وہ لوگ جو سلامتی کے ساتھ گذریں گے وہ بھی پل صراط سے اتر کر میدان میں ان سے جاملیں گے، دنیا میں جو ایک دوسرے سے شکایت رکھتے تھے وہ سب ایک ہوجائیں گے، جناب رسول ﷺ اپنے دست[2] مبارک سے جنت کا قفل کھول کر لوگوں کو داخل فرمائیں گے، یہاں پہونچ کر آپ ﷺ اپنی اُمت کی تفتیش حال کریں گے۔ اُس وقت آپ کی اُمت تمام اہل جنت کا چہارم حصہ ہوگی۔ دریافتِ حال کے بعد جب آپ ﷺ کو معلوم ہوجائے گا کہ ابھی میری امت میں سے ہزارہا آدمی دوزخ میں پڑے ہیں، تو بوجہ اس کے کہ آپ ﷺ رحمت للعالمین ہیں غمگین ہوکر بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے: اے خدا! میری اُمت کو دوزخ سے خلاصی دے یہ شفاعت بھی شفاعت کبریٰ کے مانند ہوگی، جو آنجناب نے کی تھی۔

(۱) قولہ تعالیٰ: اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ. منافق وہ لوگ (مسلمانوں کے بدخواہ کافروں کے خیرخواہ) دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہوں گے۔ (۲) ترمذی شریف میں ہے: اَلْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِىْ وانا اَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ مِنْ قُفْلِ الْجَنَّةِ. ۱۲

یعنی سات روز تک سربسجود رہ کر عجیب وغریب حمد وثنا بیان فرمائیں گے بارگاہ الٰہی سے حکم ہوگا کہ: جس کے دل میں جَو[1] کے دانے کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لاؤ، تب آپ ﷺ کو دیکھ کر دوسرے[2] پیغمبر بھی اپنی اپنی امتوں کی شفاعت کریں گے، پس حضور ﷺ بحکمِ الٰہی فرشتوں کو اور اپنی امت کو اپنے ساتھ لے کر دوزخ کے کنارے پہونچیں گے اور فرمائیں گے اپنے اپنے رشتہ داروں، واقف کاروں کو یاد کر کے ان کی نشانی بتاؤ تا کہ یہ فرشتے ان کو دوزخ سے نکال لیں چنانچہ ایسا ہی ہوگا علاوہ ازیں شہداء کو ستر، حفاظ کو دس، علماء کو حسب مراتب لوگوں کی شفاعت کا حق ہوگا۔ جب آپ ﷺ ان کو لیکر جنت میں تشریف لائیں گے تو آپ کی اُمت اس وقت تمام اہل جنت کا تیسرا حصہ ہوگی پھر پیغمبر خدا ﷺ تفتیش فرمائیں گے کہ اب میری اُمت میں سے کس قدر دوزخ میں باقی ہیں۔ جواب ہوگا کہ حضور ﷺ ابھی تو ہزار ہا دوزخ میں موجود ہیں، آپ ﷺ پھر بدستورِ سابق بارگاہِ ایزدی میں شفاعت کریں گے حکم ہوگا کہ جس کسی کے دل میں رائی[3] کے دانے کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لاؤ، پس آپ ﷺ بدستور سابق علماء، اولیاء، شہداء وغیرہ کو دوزخ کے کنارے لے جا کر فرمائیں گے کہ اپنے اپنے رشتہ داروں واقف کاروں وغیرہ کو یاد اور پہچان کر کے دوزخ سے نکلواؤ، اس وقت بھی ہزار ہا آدمی دوزخ سے رہا ہو کر جنت میں داخل ہو جائیں گے، اب آپ کی اُمت تمام اہلِ جنت کا نصف حصہ ہوگی، اس شفاعت کے بعد آپ ﷺ پھر دریافت فرما کر بدستور ہائے سابق شفاعت کریں گے۔ ارشاد باری ہوگا کہ جس کے دل میں آدھے[4] ذرّے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ پس بدستور سابق ایک بہت بڑی تعداد جہنم سے برآمد ہو کر جنت میں داخل ہو جائے گی اس وقت آپ ﷺ کی اُمت تمام اہل جنت سے دوچند ہو جائیگی اور موحّدین میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہیں رہے گا مگر وہ موحّدین جن کو انبیاء علیہم السلام کا توسّل حاصل نہ ہو یعنی ان کو پیغمبروں کے آنے کا علم نہیں ہوا ہو نہ کہ وہ جو پیغمبروں کو معلوم کر کے

(۱) صحیح بخاری ومسلم شریف. (۲) صحیح بخاری ومسلم شریف. (۳) صحیح بخاری ومسلم شریف. (۴) صحیح بخاری ومسلم شریف. ۱۲

منحرف (پھر) گئے ہوں ان کے حق میں بھی حضور ﷺ شفاعت کریں گے مگر خداوند قدوس فرمائے گا کہ ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں بلکہ ان کو میں خود بخشدوں گا اسی اثناء میں مشرکین اور ان موحدین میں نزاع (جھگڑا) ہوگا مشرکین بطور طعنہ کہیں گے کہ تم توحید[1] کے متعلق دنیا میں ہم سے جھگڑتے تھے، اور اپنے آپ کو سچا بتلاتے تھے مگر معلوم ہوا کہ تمہارا خیال محض خام تھا دیکھو ہم اور تم یکساں ایک ہی بلا میں مبتلا ہیں، اس وقت خدائے قدوس فرمائے گا کیا انہوں نے شرک وتوحید کو یکساں سمجھ لیا ہے، قسم ہے عزت وجلال کی کہ میں کسی موحد (خدا کو ایک ماننے والے) کو مشرک کے برابر نہ کروں گا، پس ان تمام موحدین کو اس روز کے آخر میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے دوزخ سے اپنے دست قدرت سے نجات دیگا۔ اس وقت ان لوگوں کے جسم کوئلہ[2] کی طرح سیاہ ہوں گے، لہٰذا آبِ حیات کی نہر میں جو جنت کے دروازوں کے سامنے ہے غوطہ دیں گے جس سے ان کے بدن صحیح وسالم ہو کر تر وتازہ ہو جائیں گے اور ایک مدت کے بعد جنت میں داخل ہوں گے مگر ان کی گردنوں پر ایک سیاہ داغ رہے گا اور اہل جنت میں ان کا لقب جہنمی ہوگا پس وہ ایک مدت کے بعد بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں گے: خداوندا! جب تو نے دوزخ سے ہم کو نجات دی تو اس نشان ولقب کو بھی اپنے فضل وکرم سے ہم سے دور کر دے، پس خدا کی مہربانی سے وہ نشان اور لقب بھی ان سے دور ہو جائے گا۔

آخری[3] شخص جو دوزخ سے برآمد ہو کر جنت میں داخل کیا جائے گا ایک ایسا شخص ہوگا کہ اس کو دوزخ سے نکال کر کنارہ پر بٹھا دیا جائے گا، تھوڑی دیر کے بعد جب اُس کو ہوش آئے گا تو کہے گا کہ میرے منہ کو اس طرف سے پھیر دو، پس اُس سے عہد لیا جائے گا کہ اس کے سوا اور کچھ تو نہ مانگے گا، جب وہ پختہ عہد کر لے گا تو اس کا منہ پھیر دیا جائے گا، جب وہ جنت کی جانب نظر کرے گا تو اس کو نہایت تر وتازہ درخت دکھائی دیں گے پس وہ شور مچائے گا الٰہی! مجھ کو وہاں پہونچا دے پھر اس سے بدستورِ سابق عہد لے کر وہاں پہونچا دیا جائے گا اور اسی

(۱) صحیح بخاری ومسلم شریف، (۲) صحیح بخاری ومسلم شریف، (۳) یہ مضمون آخر تک صحیح بخاری ومسلم شریف میں موجود ہے۔ ۱۲

ترتیب سے خوشنما درخت، عمدہ مکانات کو دیکھ کر نقض عہد کرتا ہوا (قول وقرار کو توڑتا ہوا) جنت کے پاس پہنچ جائے گا اور جب وہ جنت کی تروتازگی ورونق دیکھے گا تو سابقہ تمام عہدوں کو توڑ کر نہایت گڑگڑا کر جنت میں داخل ہونے کا خواستگار ہوگا، لیکن جب اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی تو اس خیال میں پڑ جائے گا کہ جنت تو معمور (طے) ہوچکی ہے اب میرے لئے اس میں مکان کی گنجائش کہاں ہوگی، حق تعالیٰ فرمائے گا: جا وہاں جگہ کی کمی نہیں ہے، عرض کرے گا کہ خداوند! شائد تو مجھ سے تمسخر (ہنسی) کرتا ہے حالانکہ تو رب العالمین ہے، خداوند کریم فرمائے گا کہ: جس قدر تجھے مانگنا ہو مانگ لے میں اس سے دو چند عطا کروں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوگا اور یہ اہل جنت میں سے ادنیٰ مرتبہ کا ہے۔

حاصل کلام جب تمام اہل جنت اپنے اپنے مقامات پر برقرار ہوجائیں گے تو ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے کہیں گے فلاں دوزخی ہم سے حق باتوں میں جھگڑتا تھا نہ معلوم اب وہ کس حالت میں ہے، پس ایک کھڑکی کھول دی جائے گی اور بینائی میں قوت عطا کی جائے گی جس سے وہ دوزخی کو دیکھ لیں گے دوزخی، بہت آہ وزاری کر کے جنت کے کھانے اور پانی کو طلب کریں گے[١]، وہ جواب دیں گے کہ جنت کی نعمتوں کو خداوند قدوس نے تم پر حرام کر دیا ہے، مگر یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو کیونکر سچا پایا، کیونکہ ہم نے تو تمام وعدوں کو بے کم وکاست بجا و درست پایا، وہ نہایت ہی پشیمانی اور عاجزی ظاہر کرے گا اس کے بعد اہل جنت کھڑکی بند کرلیں گے۔

اہل جنت اور ان کی اولاد

پھر اہل جنت اپنے اہل وعیال کی حالت دریافت کریں گے، فرشتے جواب دیں گے کہ وہ سب حسب اعمال جنت میں اپنے اپنے مکانوں میں موجود ہیں، اہل جنت کہیں گے کہ ہم کو ان کے بغیر کچھ لطف نہیں آتا، ان کو ہم تک پہونچا دو۔ ملائکہ جواب دیں گے کہ یہاں ہر شخص اپنے عمل کی موافق رہ سکتا ہے اس سے تجاوز (آگے بڑھنے) کا حکم نہیں۔ پس وہ

(١) قولہ تعالیٰ: وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ. (سورۃ اعراف ١٢)

خدائے قدوس کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ خداوندا! تجھ پر روشن ہے کہ جب تک ہم دنیا میں تھے تو کسب معاش کرتے تھے اور اس سے اپنے اہل وعیال کی پرورش ہوتی تھی اور وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوتے تھے اب جب تو نے بلا مشقت ایسی ایسی نعمتیں عنایت فرمائیں تو ہم ان کو کیونکر محروم کر سکتے ہیں امیدوار ہیں کہ ان کو ہم سے ملا دیا جائے، ارشاد باری[١] تعالیٰ ہوگا کہ ان کی اولادوں کو ان تک پہونچا دو اور ان کو عیش وآرام کے سامان بھی ساتھ ہی پہونچا دو تا کہ ان کو کسی بات کی تنگی نہ ہو۔ پس اہل وعیال کو ان سے ملا دیا جائے گا اور ان کو اصلی اعمال کی جزاء کے علاوہ والدین کے طفیل سے بہت کچھ عطا ہوگا، اندرون جنت میں بھی حضور ﷺ کو درجات عالیہ کے لئے شفاعت کرنے کا حق حاصل ہوگا اور لوگ جتنی زیادہ حضور ﷺ سے محبت رکھتے ہوں گے اتنے ہی مراتب اپنے استحقاق سے زیادہ حاصل کریں گے۔

موت کو ذبح کئے جانے کا بیان

جب تمام لوگ جنت ودوزخ میں داخل ہوچکیں گے تو جنت ودوزخ کے درمیان ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے اہل جنت! جنت کے کناروں پر آجاؤ، اور اے اہل دوزخ! دوزخ کے کناروں پر آجاؤ۔ اہل جنت کہیں گے ہم کو تو ابدالآباد (ہمیشہ ہمیش) کا وعدہ دلا کر جنت میں داخل کیا ہے اب کیوں طلب کرتے ہو اور اہل دوزخ نہایت خوش ہوکر کناروں کی طرف دوڑیں گے شاید ہماری مغفرت کا حکم ہوگا، پس جس وقت سب کناروں پر آجائیں گے تو ان کے درمیان موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں حاضر کر دیا جائے گا اور لوگوں سے کہا جائے گا کہ کیا اس کو پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں جانتے ہیں کیونکہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس نے موت کا پیالہ نہ پیا ہو اس کے بعد اس کو ذبح[٢] کر دیا جائے گا، کہتے ہیں کہ اس کو حضرت یحییٰ علیہ السلام ذبح کریں گے پھر وہ منادی آواز دے گا اے اہل جنت! ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہو کہ اب موت نہیں۔ اہل جنت اس قدر خوش ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو یہ شادی مرگ (موت) ہو جاتی

(١) قولہ تعالیٰ: الحقنابھم ذریتھم (سورہ طور) اہل جنت سے ان کی اولاد کو) ملادیں گے۔ (٢) صحیح بخاری ومسلم شریف ١٢)

اور اہل دوزخ اس قدر رنجیدہ ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو یہ غم کے مارے مرجاتے اس کے بعد حکم ہوگا کہ دوزخ کے دروازوں کو بند کرکے اس کے پیچھے بڑے بڑے آتشی (آگ سے بنے ہوئے) شہتیر بہ طور پشتیبان لگادو تاکہ دوزخیوں کو نکلنے کا خیال بھی نہ رہے اور اہل جنت کو جنت میں ابدالآباد تک رہنے کا یقین واطمینان ہوجائے۔

جنت کی دیواریں، نہریں اور میوہ جات

جنت کی دیواریں[1] سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مشک وزعفران کے گارے سے بنی ہوئی ہیں، اس کی سڑکیں اور پٹریاں زمرد یاقوت اور بلّور (چمکدار معدنی جوہر) سے بنی ہوئی ہیں جن میں بجائے بجری کے زمرّد، یاقوت اور موتی وغیرہ پڑے ہوئے ہیں، اس کے باغیچے نہایت پاکیزہ ہیں، اس کے درختوں کی چھالیں سونے اور چاندی کی ہیں، شاخیں بے خار و بے خزاں، اسکے میووں میں دنیا کی نعمتوں کی گوناگوں لذتیں ہیں، ان کے نیچے ایسی نہریں ہیں کہ جن کے کنارے نہایت پاکیزہ اور جواہرات سے مرصّع (سجے سجائے) ہیں۔ ان نہروں کی چار قسمیں ہیں: ایک وہ کہ جن کا پانی نہایت شیریں[2] وخنک ہے۔ دوسری وہ جو ایسے دودھ[3] سے لبریز ہیں جس کا مزا نہیں بگڑتا، تیسری ایسی شراب[4] کی ہیں جو نہایت فرحت افزا وخوش رنگ ہے، چوتھی نہایت صاف وشفاف شہد[5] کی ہیں۔ علاوہ ان کے تین قسم کے چشمے ہیں: ایک کا نام کافور[6] ہے جسکی خاصیت ٹھنڈی ہے، دوسرے کا نام زنجبیل[7] ہے جسکو سلسبیل بھی کہتے ہیں اسکی خاصیت گرم ہے مثل چائے وقہوہ، تیسرے کا نام تسنیم[8] ہے جو نہایت لطافت کے ساتھ ہوا میں معلق جاری ہے، ان تینوں چشموں کا پانی مقربین کیلئے مخصوص ہے، لیکن اصحاب یمین کو بھی جو اُن سے کمتر ہیں ان میں سے سربمہر[9] گلاس

(۱) امام احمد وترمیذی ودارمی. (۲) قوله تعالیٰ : فِيْهَا اَنْهارٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ. (۳) قوله تعالیٰ : وَاَنْهَارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ. (۴) قوله تعالیٰ : وَاَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ. (۵) قوله تعالیٰ : وَاَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى. (۶) قوله تعالیٰ : اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا. (۷) قوله تعالیٰ : يُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا. عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا. (۸) قوله تعالیٰ : مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ. (۹) قوله تعالیٰ : يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ.

مرحمت ہوں گے جو پانی پینے کے وقت ایک گلاب اور کیوڑہ کی طرح سے اس میں سے تھوڑا تھوڑا ملا کر پیا کریں گے، اور دیدار الٰہی کے وقت ایک اور چیز عنایت ہوگی جس کا نام شراب طہور[1] ہے جو ان تمام چیزوں سے افضل واعلیٰ ہے۔ جنت کے درخت باوجود نہایت بلند و بزرگ وسایہ دراز ہونے کے اس قدر باشعور ہیں کہ جس وقت کوئی جنتی کسی میوہ کو رغبت کی نگاہ سے دیکھے گا تو اس کی شاخ اس قدر نیچے کو جھک جائے گی کہ بغیر کسی مشقت کے وہ اس کو توڑ لیا کرے گا، جنت کے فرش وفروش ولباس وغیرہ نہایت عمدہ وپاکیزہ ہیں اور ہر شخص کو وہی لباس عطا کئے جائیں گے جو اس کو مرغوب ہوں گے اور مختلف اقسام کے لباس ہوں گے سندس[2] استبرق[3] اطلس، زربفت وغیرہ اور بعض ان میں سے ایسے نازک وباریک ہوں گے کہ ستر تہوں میں بھی بدن نظر آئے گا۔ جنت میں نہ سردی ہے نہ گرمی نہ آفتاب کی شعاعیں نہ تاریکی، بلکہ ایسی حالت ہے جیسے طلوع آفتاب سے کچھ پیشتر ہوتی ہے مگر روشنی میں ہزارہا درجے اس سے برتر ہوگی، جو عرش کے نور کی ہوگی، نہ کہ چاند سورج کی روشنی، چنانچہ ایک روایت[4] میں آیا ہے کہ اگر وہاں کا لباس وزیور زمین پر لایا جائے تو وہ اپنی چمک دمک سے جہاں کو اس قدر روشن کردے گا کہ آفتاب کی روشنی اس کے سامنے ماند ہوجائے گی۔ جنت میں ظاہری کثافت وغلاظت، یعنی پیشاب[5] پیخانہ، حدث، تھوک، بلغم، ناک کا رینٹ، پسینہ ومیل بدن وغیرہ بالکل نہ ہوں گے صرف سر پر بال ہوں گے ڈاڑھی، مونچھ ودیگر قسم کے بال جو جوانی[6] میں پیدا ہوتے ہیں بالکل نہ ہوں گے، اور نہ کوئی بیماری ہوگی اور باطنی کثافتوں یعنی کینہ، بغض، حسد[7]، تکبر، عیب جوئی، غیبت وغیرہ سے دل صاف ہوں گے، سونے کی حاجت نہ ہوگی اور خلوت واستراحت کیلئے پردہ والے مکانوں میں میلان کریں گے۔ ملاقات اور ترتیب مجلس کے وقت صحن اور میدانوں میں میلان کریں گے۔ ان کی غذاؤں کا فضلہ[8] خوشبودار ڈکاروں اور معطر پسینہ سے دفع ہوا کرے گا جس قدر کھائیں گے فوراً ہضم ہوجایا کرے گا، بدہضمی اور گرانی شکم کا نام تک نہ ہوگا۔

(۱) قوله تعالیٰ : وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا. (۲) قوله تعالیٰ : عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ.
(۳) ترمذی. (۴) ترمذی. (۵) بخاری ومسلم. (۶) ترمذی. (۷) بخاری ومسلم. (۸) مسلم شریف.

جماع میں نہایت حظ (لذّت ومزہ) حاصل ہوگا اور انزال ایک نہایت فرحت بخش ہوا کے نکلنے سے ہوا کرے گا نہ کہ منی سے، جماع کے بعد عورتیں پھر باکرہ ہوجایا کریں گی، مگر بکارت کے ازالہ کی تکلیف اور خون وغیرہ کے نکلنے سے پاک ہوں گی۔ سیر وتفریح کی واسطے ہوائی سواریاں اور تخت ہوں گے جو ایک گھنٹہ میں ایک مہینہ کا راستہ طے کرتے ہوں گے، جنت میں ایسے قبے، برج اور بنگلے ہوں گے جو ایک ہی یاقوت یا موتی یا زمرد یا دیگر جواہرات سے رنگ برنگ بنے ہوں گے، جن کی بلندیاں وعرض ساٹھ ساٹھ گز ہوں گی کیونکہ قاعدہ ہے کہ کسی مکان ودکان کی بلندی وعرض یکساں نہ ہو تو مکان ناموزوں ہوتا ہے۔ اہل جنت کی خدمت راحت، آسائش وآرام وغیرہ کیلئے حور وغلمان وازواج موجود ہوں گی۔

جنتوں کے نام

جنت آٹھ ہیں، جن میں سات تو سکونت کیلئے مخصوص ہیں، اور آٹھویں دیدار الٰہی کے لئے، جس کو بارگاہ الٰہی بھی کہہ سکتے ہیں، جنت کے نام حسب ذیل ہیں: جنت الماوٰی[1]، دار المقام[2]، دار السلام[3]، دار الخلد[4]، جنت النعیم[5]، جنت الفردوس[6]، جنت العدن[7]۔

جنت الفردوس یہ جنت تمام جنتوں سے برتر واعلیٰ ہے اور اس میں سب سے بہتر طبقہ جنت العدن ہے۔ جہاں تجلیات الٰہی نمودار ہوتی ہیں اور گوناگوں بے اندازہ نعمتیں عطا فرمائی جاتی ہیں مگر آٹھویں جنت کے نام میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ علیین[1] ہے، اہل جنت کا دفتر اور مقرب فرشتوں اور بنی آدم کی حاضری کا مقام ہے نہ کہ طبقۂ جنت، بعض علماء نے اس کو جنت الکثیف کہا ہے اور اس کی تائید اس حدیث[2] سے ہوتی ہے کہ ''مسلمان مشک کے ٹیلوں پر جمع ہوں گے پس ایک ہوا چلے گی جس سے مشک اُڑ کر ان کے کپڑوں اور چہروں پر پڑے گا اور ان کی معطری پہلے سے دوگنی ہوجائے گی، اسی اثناء میں خداوند قدوس کی تجلیات کا ظہور ہوگا جس سے ہر شخص کو بقدر استعداد انوار وبرکات مرحمت

(۱) قولہ تعالیٰ: وما ادرٰک ما علیون کتاب مرقوم۔ (۲) ترمذی وابن ماجہ شریف۔

ہوں گی اور کلام بھی ہوگا''۔ اس فقیر کے خیال میں اس کا نام مقعد صدق معلوم ہوتا ہے، کیونکہ اس آیت کریمہ: انّ[1] المتقین فی جنّٰتٍ ونھر فی مقعدِ صدقٍ عند ملیکٍ مقتدرٍ سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ جنت کے درجے تعداد میں اتنے ہوں گے جتنی کلام مجید کی آیتیں اور تمام درجوں میں سے برتر وبالا وہ درجہ ہے جس کا نام وسیلہ[2] ہے، اور یہ حضور مقبول ﷺ کے لئے مخصوص ہے، اس کا خاصہ یہ ہے کہ اس کا رہنے والا وزیر کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اہل جنت میں سے کسی کو کوئی نعمت بغیر اس کے طفیل کے نہ پہونچے گی اور یہ طبقے اس طرح ایک دوسرے پر حائل نہیں ہیں جیسے مکانوں کی چھتیں بلکہ اُن تمام کی چھت عرش الٰہی ہے اور یہ اس طریقہ پر ہیں جیسے باغ کے نیچے کا حصہ اُوپر کا حصہ اور اُن درجات کی وُسعت پر سوائے رب العزت کے کوئی احاطہ نہیں کرسکتا اور نیچے کے درجے والوں کو اوپر کے درجہ والے اس طرح نظر آئیں گے گویا کہ آسمان کے کناروں پر ستارے ہیں اس قدر معلوم ہے کہ جنت الماویٰ سب سے نیچے، جنت العدن وسط میں، اور جنت الفردوس[3] سب سے اوپر ہے، اہل جنت میں سے ادنیٰ شخص کو دنیاوی آرزوؤں سے دس گنا زیادہ مرحمت ہوگا، اور بعض روایتوں میں ہے کہ ادنیٰ اہل جنت کی مِلک حشم وخدم اسباب لذت وغیرہ وغیرہ اسّی سال کی مسافت کے برابر پھیلاؤ میں ہوں گے اور جنت کے بعض بڑے بڑے میوے ایسے ہوں گے کہ جس وقت اسے جنتی توڑے گا تو اس میں نہایت خوبصورت پاکیزہ عورت مع لباس فاخرہ وزیور کے برآمد ہوگی، اور اپنے مالک کی ہمنشین وخدمت گذار ہوگی۔

(۱) ترجمہ: جولوگ پرہیزگار ہیں وہ بہشت کے باغوں اور نہروں میں سچی (عزت کی) جگہ بادشاہ (دوجہاں) قادر مطلق کے مقرب ہوں گے۔ (۲) صحیح بخاری ومسلم شریف، (۳) صحیح بخاری ومسلم شریف ۱۲۔

اہل جنت کے قد وقامت

اہل جنت کے قد وقامت مانند حضرت آدمؑ[۱] کے ساٹھ ساٹھ ہاتھ ہوں گے اور دیگر اعضاء بھی انہیں قد وقامت کے ہوں گے، بلحاظ صورت نہایت حسین وجمیل ہوں گے اور ہر ایک بھر پور جوانی[۲] کی حالت میں ہوگا، ذکر الٰہی اس طرح بے تکلف دل وزبانوں[۳] پر جاری ہوگا جیسے کہ دنیا میں سانس اور جیسا کہ جنت کی نعمتوں سے بدن کو لذت حاصل ہوگی، اسی طرح باطنی لذات یعنی انوار وتجلیات الٰہی بھی حاصل ہوتی رہیں گی مثلاً جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام سبحان اللہ ہے، جیسا کہ ذائقہ میں لذت دیتا ہے، اُسی طرح خدا کی تنزیہہ وتسبیح کی لذات سے آگاہ کرتا ہے۔

دیدار الٰہی

جنت کی سب سے بہتر وافضل نعمت دیدار[۴] الٰہی ہے، دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کی حیثیت سے لوگوں کی چار قسمیں ہوں گی (۱) ایک تو وہ جو سال بھر میں ایک مرتبہ (۲) دوسرے وہ جو ہر جمعہ[۵] کو (۳) تیسرے وہ جو دن میں دو دفعہ مشرف ہوں گے، چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صبح وعصر کی نماز نہایت خضوع وخشوع سے پڑھنے سے اس دیدار میں بڑی مدد ملتی ہے (۴) چوتھی جماعت اخص الخاص بمنزلہ غلمان وخدام ہر وقت[۶] بارگاہ الٰہی میں حاضر رہیں گے، طریقۂ دیدار[۷] یہ ہوگا کہ سات طبقوں کے اوپر آٹھویں طبقہ میں ایک کشادہ وسیع میدان زیر عرش موجود ہے وہاں نور، زمرد، یاقوت، موتی، چاندی اور سونے وغیرہ کی کرسیاں حسب مراتب رکھی جائیں گی، اور جن[۸] لوگوں کے لئے کرسیاں نہیں ہیں ان کو مشک وعنبر کے ٹیلوں پر بٹھائیں گے اور ہر شخص اپنی جگہ نہایت خوش وخرم ہوگا، دوسروں کے مراتب کی افزونی کی وجہ سے اس کو کسی طرح کا خیال نہ ہوگا اور اسی اثناء میں ایک نہایت فرحت افزاء ہوا چل کر ان پر ایسی ایسی پاکیزہ خوشبوئیں چھڑک دیگی جو انہوں نے نہ کبھی دنیا میں اور نہ ہی بہشت میں دیکھی ہوں گی، اس وقت

(۱) صحیح بخاری ومسلم شریف، (۲) صحیح بخاری ومسلم شریف، (۳) صحیح بخاری ومسلم شریف، (۴) صحیح مسلم شریف، (۵) صحیح مسلم شریف، (۶) مسلم وترمذی وابن ماجہ شریف، (۷) مسند امام أحمد وترمذی شریف. (۸) یہ مضمون آخر تک ترمذی وابن ماجہ میں آیا ہے۔

خداوند کریم ان پر اس طور سے جلوہ افروز ہوگا کہ کوئی شخص ایک دوسرے کے درمیان حائل نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس قدر قرب حاصل ہوگا کہ وہ اپنے دل کے رازوں کو اس طرح عرض کرے گا کہ دوسرے کو خبر نہ ہوگی اور خدائے قدوس کے خطاب کو سراً وجہراً (پوشیدہ وظاہر دونوں طرح) سُنے گا، اسی اثناء میں حکم ہوگا کہ شراب طہور اور نہایت لذیذ نعمتوں سے ان کو سرفراز کرو، دیدار الٰہی کرنے والوں کو اس قدر استغراق ہوگا کہ لذتِ دیدار کے سوا تمام چیزوں کو بھول جائینگے، جب یہاں سے رخصت ہونگے تو راستہ میں ایک بازار دیکھیں گے کہ جسمیں ایسے ایسے تحفے وتحائف مہیا ہوں گے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے ہوں گے نہ کان نے سنے ہوں گے جو شخص جس چیز کا طالب ہوگا مرحمت کی جائے گی، جنت میں تین قسم کے راگ ہوں گے ایک تو یہ کہ جس وقت ہوا چلے گی تو درخت طوبیٰ کے ہر پتے وشاخ سے خوش الحان آوازیں[۱] سنائی دیں گی کہ جس سے سامعین محو ہو جایا کریں گے اور جنت میں کوئی گھر ایسا نہ ہوگا کہ جس میں درخت طوبیٰ کی شاخ نہ ہو، دوم یہ کہ جس طرح شادی بیاہ وغیرہ میں ترتیب اجتماع وسماع کرتے ہیں اسی طرح جنت میں حورین اپنی اپنی خوش الحانیوں سے ہر روز اپنے شوہروں کو محظوظ[۲] (خوش وخرم رکھا) کریں گی، تیسرے یہ کہ دیدار الٰہی کے وقت بعض مطرب (گویے) خوش الحان، بندوں کو جیسے حضرت اسرافیل علیہ السلام وحضرت داؤد علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ خدا کی پاکی بیان کرو، اس وقت ایک ایسا عجیب لطف حاصل ہوگا کہ تمام سامعین پر وجد طاری ہو جائے گا۔

خدام اہل جنت

خدام اہل بہشت تین قسم کے ہوں گے (۱) ایک ملائکہ جو خداوند قدوس اور ان کے مابین بطور قاصد ہوں گے (۲) دوم[۳] غلمان جو حوروں کی طرح ایک جدا مخلوق ہیں وہ ہمیشہ ایک عمر کے رہیں گے اور مثل بکھرے ہوئے موتیوں کے چاروں طرف خدمت کرتے پھریں گے، (۳) اولاد مشرکین جو قبل از بلوغ انتقال کر چکی ہوں گی بطور خدام رہیں گے، بعض لوگ بوجہ اس کے کہ ان کی نیکیاں وبدیاں برابر ہوں گی نہ تو جنت کے مستحق ہوں گے نہ دوزخ کے بلکہ پل صراط سے اترتے ہی جہنم کے کنارے پر روک دئے جائیں گے، نیز وہ لوگ کہ جن تک دعوت پیغمبراں

(۱) ترمذی شریف (۲) ترمذی شریف (۳) : وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَكْنُونٌ

مترجم کی ایک قابل دید کاوش

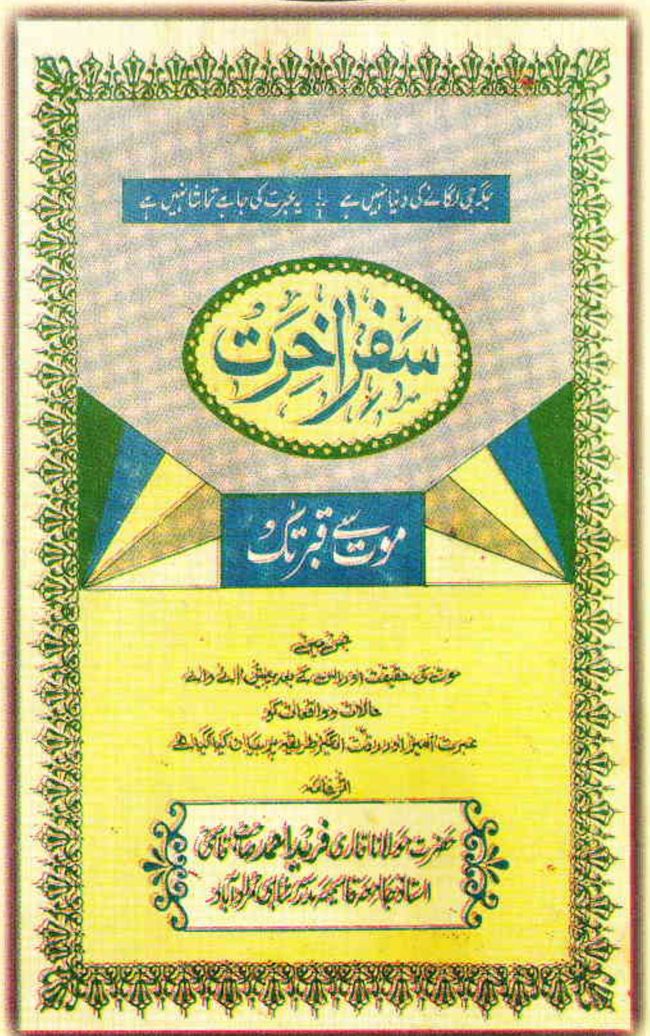

قیمت: Rs.25

ملنے کا پتہ

مکتبہ پیغام حق، دار الطلبہ لالباغ مرادآباد

نہ پہونچی ہوگی اورانہوں نے نہ تو نیک اعمال کئے ہوں گے نہ کوئی بدی اور شرک کیا بلکہ چوپاؤں کی طرح سے کھانے پینے اور جماع وغیرہ میں عمر بسر کرتے رہے ہوں اور وہ لوگ بھی جو فساد عقل وجنون کی وجہ سے حق وباطل میں امتیاز کرنے سے قاصر رہے ہوں، اس مقام میں جس کا نام اعراف[1] ہے، تا اختتام روزِ حشر کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے رہیں گے، اور جنوں میں جو کافر ہوں گے وہ دوزخ میں رہیں گے اور جو صالحین ہوں گے وہ دائمی راحت میں رہیں گے کیونکہ جن وانس دونوں مکلّف بالشرع ہیں جیسا کہ سورۂ رحمٰن[2] میں بار بار ذکر آیا ہے، اور پرندوں اور چوپایوں کا بھی حشر ہوگا، اس طرح پر کہ مظلوم ظالم سے بدلہ لے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَمَامِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طَآئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ مَافَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمْ یُحْشَرُوْنَ. جب ایک دوسرے سے بدلہ لے چکیں گے تو ان کو خاک کردیا جائے گا، مگر حسب ذیل چند اشیاء کو فنا نہ ہوگی مثلاً جانوروں میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، اصحاب کہف کا کتا، نباتات میں سے اسطوانہ حنانہ (یعنی وہ ستون کہ جس پر منبر بننے سے پہلے حضور اکرم ﷺ مسجد نبوی میں اس کے سہارے سے وعظ فرمایا کرتے تھے) مکانات میں سے خانۂ کعبہ، کوہ طور، صخرۂ بیت المقدس، اور وہ جگہ جو حضور اقدس ﷺ کے روضۂ اقدس اور مابین منبر واقع ہے ان کو مناسب صورتوں کے ساتھ جنت میں داخل کردیا جائے گا۔

حاصل کلام اہل دوزخ ہمیشہ دوزخ میں اور اہل جنت ابدالآباد تک جنت میں رہیں گے اور بے شمار نعمتوں سے کہ "لاعینٌ رأت وَلااُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَاخَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ" مالامال رہیں گے خداوند کریم ہم تمام ہی مسلمانوں کا خاتمہ بالایمان فرمائے اور ہول قبر وحشر سے نجات دیکر جنت میں پہونچائے اور اپنی خوشنودی ورضامندی میں رکھّے بحق محمد ﷺ وعلیٰ آلہ واصحابہ الطاہرین۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً ☹ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمٖ

آخر میں بندۂ ناچیز کی یہ دعاء دربارگاہِ خدا :

اے خدا ! مجھ کو بنادے ایسا ☹ تجھ کو محبوب ہو بندہ جیسا

(۱) وَعَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَعْرِفُوْنَ کُلًّا بِسِیْمٰهُمْ. (۲) اس سورۃ میں اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو تثنیہ کے صیغے سے مخاطب فرمایا ہے : فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ، سَنَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ، فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ، یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ . الآیۃ ۱۲.

(فرید احمد قاسمی غفرلہ استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد) ☹☺☹

نعت پاک

بحضور سرورِ کائنات (ﷺ)

نتیجۂ فکر : حضرت مولانا قاری **فرید احمد** صاحب استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

محمد ﷺ پہ جو دل سے قربان ہوگا ☆ بلا شک وہ جنت میں مہمان ہوگا

کہا جو نہ مانے گا ان کا یہاں پر ☆ یہاں کیا وہاں بھی پریشان ہوگا

کہا گر جو مانیں گے اپنے نبی ﷺ کا ☆ تو ہر کام مشکل بھی آسان ہوگا

خدا سے جو ہم توبہ کرتے رہیں گے ☆ تو پھر اپنی بخشش کا سامان ہوگا

خدا جس کو اپنے کرم سے نہ بخشے ☆ وہ انسان بے حد پشیمان ہوگا

خدا کو فریدؔ جو بھی راضی کرے گا

تو پھر اس پہ بے پایاں احسان ہوگا